عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

آزادئ نسواں کی خود فریبی

جلد: ۳۸ | ۲۵ شعبان تا ۲ رمضان ۱۴۴۰ھ مطابق یکم تا ۷ مئی ۲۰۱۹ء | شمارہ: ۱۷

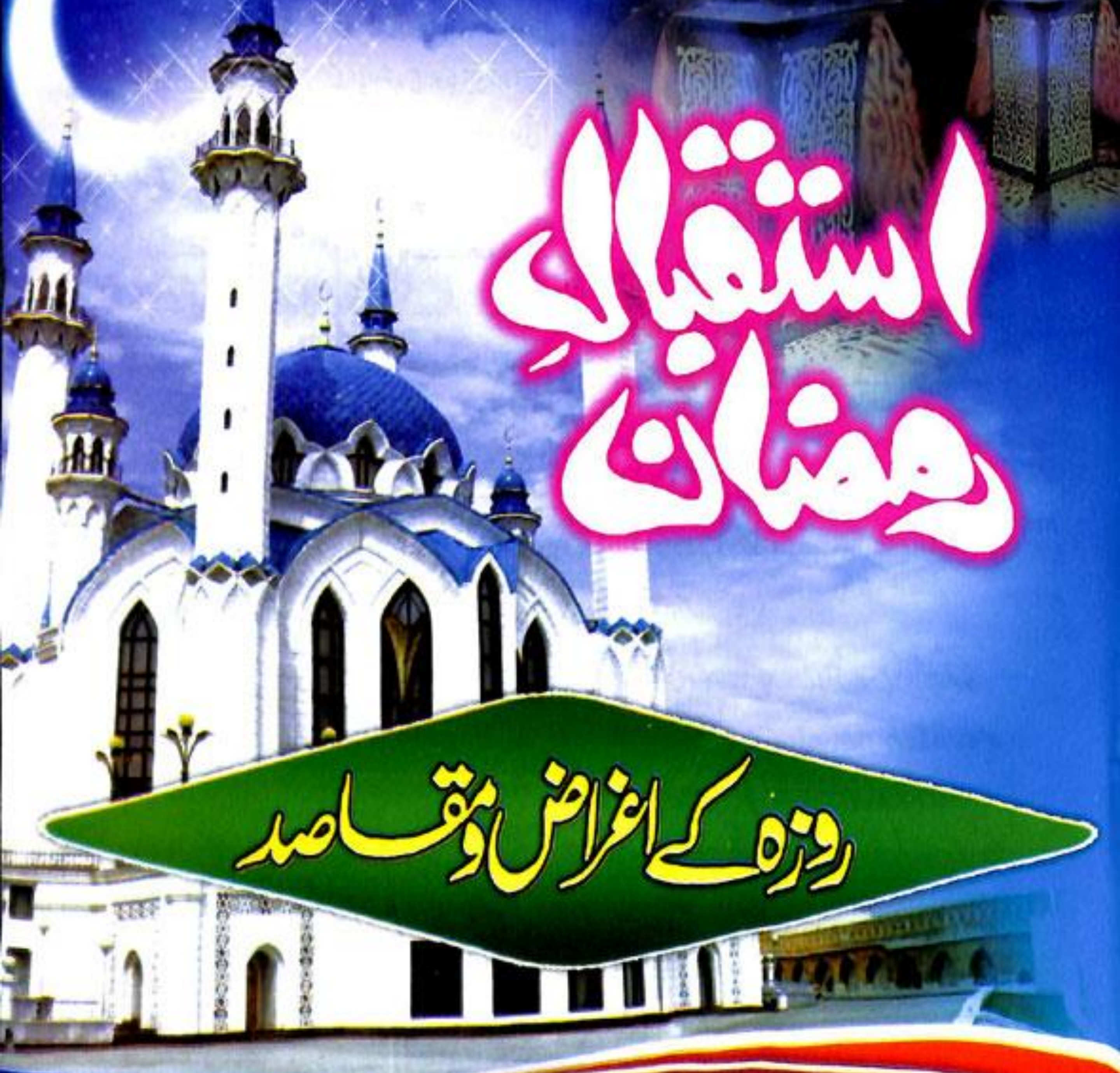

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

شرعاً معذور عورت کا سفر شرعاً سفر شمار نہیں ہوگا

س:...... اگر عورت کو ماہواری کے ایام شروع ہوجائیں اور اس دوران وہ سفر شرعی کرے (یعنی وہ سفر جس کی وجہ سے نماز قصر پڑھنا ہوتی ہے) تو اس کا یہ سفر شرعاً سفر شمار نہیں ہوگا۔ مثلاً کراچی سے لاہور گئی اور وہاں پندرہ دن سے کم کی نیت سے مقیم ہوئی تو پاک ہونے کے بعد وہاں وہ پوری نماز پڑھے گی قصر نہیں کرے گی، کیونکہ کراچی سے لاہور تک کا سفر ماہواری کے دوران ہوا۔ اس لئے اس کا اعتبار نہیں، کیا یہ بات صحیح ہے؟

ج:...... جی ہاں! یہ مسئلہ صحیح ہے کہ اگر عورت ماہواری کے دوران سفر کرے گی تو شرعاً وہ سفر شمار نہیں ہوگا، کیونکہ قصر نماز کے احکام اس وقت لاگو ہوں گے جب کہ وہ نماز کے اہل ہوں اور عورت معذوری کے ایام میں نماز کی اہل نہیں ہوتی۔ اس کے ذمہ تو نماز ہی نہیں ہے، اس لئے سفر کی وجہ سے قصر کے احکام اس پر جاری نہیں ہوئے، ہاں اگر راستہ میں وہ پاک ہوجائے پھر اس کے بعد مزید سفر کرنا ہو جو کہ مسافت شرعی ہو تو یہ عورت قصر نماز پڑھے گی، اگر مسافت شرعی سے کم سفر رہ گیا ہو تو قصر نہیں کرے گی بلکہ پوری نماز پڑھے گی۔

چنانچہ حاشیہ الطحاوی علی الدر میں ہے:

’’طهرت الحائض وبقي لمقصدها يومان تتم في الصحيح. (قوله: في الصحيح) كأنه سقوط الصلاة عنها فيما مضى لم يعتبر حكم السفر فيه فلما تأهلت للأداء اعتبر من وقته‘‘ (باب صلاۃ المسافر ص:۳۳۷، ج:۱ طبع رشیدیہ)

اشراق اور چاشت کی نماز

س:...... اشراق اور چاشت کی نماز کس وقت ادا کریں؟ اس کا ٹائم کیا ہے؟ اور اس کی کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ کتنی رکعات ہوتی ہیں؟

ج:...... اشراق کے نوافل تو سورج نکلنے کے فوراً بعد جب وہ کچھ بلند ہوجائے ادا کریں اور چاشت کے نوافل بھی سورج کے تھوڑا اور بلند ہونے کے بعد ادا کرسکتے ہیں اور چاشت کا وقت زوال تک رہتا ہے۔ ان کی کم از کم تعداد دو ہے اور زیادہ سے زیادہ بارہ ہے۔ دو دو رکعت کرکے یہ نوافل پڑھنے چاہئیں۔

’’ومن المندوبات صلوة الضحى واقلها ركعتان واكثرها ثنتا عشرة ركعة و وقتها من ارتفاع الشمس الى زوالها۔‘‘ (عالمگیری ص:۱۱۲، ج:۱)

پرائز بونڈ کی رقم سے مسجد کے واش روم کی تعمیر کرنا

س:...... کیا پرائز بونڈ میں جو انعام نکلے اس رقم کے ذریعے مسجد کے واش روم بنوا سکتے ہیں؟

ج:...... پرائز بونڈ جتنے میں خریدے بس اتنی رقم واپس لینا جائز ہے اس پر جو مزید رقم ملی ہے وہ سود ہے، اس کا استعمال کرنا جائز نہیں ہے، نہ ہی اس رقم کے ذریعے مسجد کے واش روم بنوانا جائز ہے بلکہ یہ رقم بغیر ثواب کی نیت کے کسی مستحق زکوٰۃ کو دے دی جائے۔

واللہ اعلم بالصواب

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری،صاحبزادہ مولانا عزیز احمد،
علامہ احمد میاں حمادی،مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۸ ۲۵رشعبان تا ۲ر رمضان المبارک ۱۴۴۰ھ مطابق یکم تا ۷رمئی ۲۰۱۹ء شمارہ:۱۷

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش

محمد ارشد خرم،محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

آزادیٔ نسواں کی خودفریبی	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
استقبالِ رمضان	۷	مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ
پردۂ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے؟	۹	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
روزہ کے اغراض ومقاصد	۱۱	علامہ سید سلیمان ندویؒ
خانوادۂ نور وشتانی کا اک چراغ (۳)	۱۴	مولانا محمد طلحہ رحمانی
نزول عیسیٰ علیہ السلام اور مرزائی عقیدہ (۵)	۱۹	مولانا محمد علی جالندھریؒ
تحالی کا چیلنج (۱۳)	۲۱	الحاج اشتیاق احمد مرحوم
’’شاہین ختم نبوت‘‘ کی مانسہرہ آمد	۲۲	عبدالباسط
مولانا شجاع آبادی کے تبلیغی پروگرامز	۲۳	ادارہ
قاری سید عبدالقدیر شاہؒ کی رحلت	۲۷	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکا،کینیڈا،آسٹریلیا:۱۰۰ڈالر،یورپ،افریقہ:۸۰ڈالر،سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات،بھارت،مشرق وسطی،ایشیائی ممالک:۷۰ڈالر
فی شمارہ ۱۵روپے، ششماہی:۳۵۰روپے، سالانہ:۷۰۰روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون:۳۲۷۸۰۳۳۷،فیکس:۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ،ملتان
فون:۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

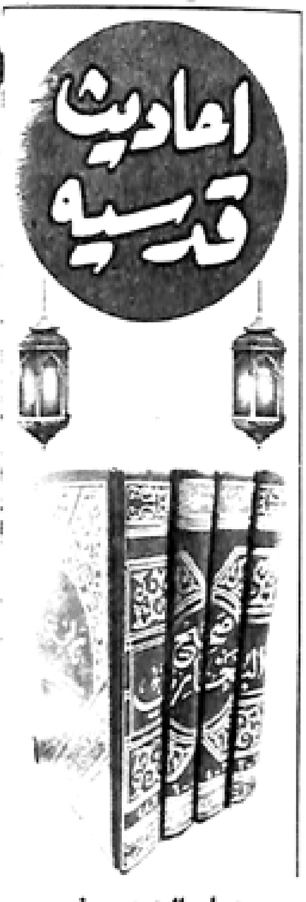

سحبان الہند حضرت
مولانا احمد سعید دہلویؒ

قیامت

حدیث قدسی ۱۳: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری شخص جو دوزخ میں داخل کئے بغیر جنت میں داخل ہوگا، اس کی جہنم کے پل پر یہ حالت ہوگی کہ وہ پیٹ کے بل اس طرح لوٹتا ہوگا جیسے کسی بچے کا باپ اس کو مارتا ہو اور وہ باپ سے بھاگتا ہو اور دوڑنے سے عاجز ہو۔ یہ بندہ کہے گا: اے میرے رب! مجھ کو جنت میں پہنچا دے اور مجھ کو دوزخ سے بچالے، اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی جانب وحی کرے گا: اے میرے بندے! اگر تجھ کو دوزخ سے بچا کر جنت میں داخل کر دیا جائے تو کیا تو اپنے گناہوں کا اقرار کرے گا؟ یہ بندہ کہے گا: ہاں، مجھے تیری عزت وجلال کی قسم! اگر دوزخ سے بچا کر مجھ کو جنت میں داخل کر دے گا تو میں اپنے تمام گناہوں کا اقرار کرلوں گا، پس اس کو جہنم کے پل سے گزار دیا جائے گا۔ یہ بندہ جب گزر جائے گا تو خیال کرے گا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں اپنے گناہوں کا اقرار کرلوں تو مجھ کو اللہ تعالیٰ دوزخ میں لوٹا دے۔ پھر اللہ فرمائے گا: اے بندے! اپنے گناہوں کا اقرار کر یہ عرض کرے گا: تیری عزت اور جلال کی قسم! میں نے کوئی گناہ بھی نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے پاس تیرے خلاف گواہی دینے والے موجود ہیں، یہ شخص اپنے دائیں بائیں دیکھے گا تو اس کو کوئی گواہ نظر نہ آئے گا۔ یہ عرض کرے گا: میرے گواہ مجھ کو دکھایئے، اللہ تعالیٰ اس کے جسم کی کھال کو گویائی عطا فرما دے گا اور اس کا جسم اس کے صغیرہ گناہ بتائے گا، یہ عرض کرے گا: تیری عزت کی قسم! کبیرہ گناہ بھی پوشیدہ ہیں۔ ارشاد ہوگا: میں تیرے گناہوں کو تجھ سے زیادہ جانتا ہوں تو اقرار کرے تو میں تیری مغفرت کردوں اور جنت میں داخل کردوں، پس بندہ اپنے گناہوں کا اعتراف کرلے گا اور اس کی مغفرت کردی جائے گی اور اس کو جنت میں داخل کر دیا جائے گا، یہ اس شخص کا حال ہے جو مرتبے میں بہت کم ہے تو بڑے مرتبے والوں کا کیا حال ہوگا؟ (حکیم ترمذی، طبرانی)

حضرت مولانا مفتی
محمد نعیم دامت برکاتہم

قبر میں اتارنا

قبر کے قبلے والی سمت پہلے میت کی چارپائی زمین پر رکھ لیں، اس کے بعد قبر میں اتارنے والے بھی قبلہ رخ ہوجائیں (میت اگر عورت کی ہو تو دفناتے وقت نامحرم وہاں سے ہٹ جائیں یا چادر سے قبر کا ایسا پردہ کرلیں کہ نامحرم کی نگاہ نہ پڑے) اور میت کو احتیاط کے ساتھ قبر میں اتاریں۔ اتارتے وقت: ''بسم اللّٰہ وعلی ملة رسول اللّٰہ'' (اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر اتارتا ہوں) پڑھنا مستحب ہے۔

میت کو سیدھی کروٹ پر لٹانا مسنون ہے صرف منہ قبلہ رخ کرنا کافی نہیں۔ اس کے لئے قبر کی دیوار کا سہارا بھی لیا جاسکتا ہے یا کوئی پتھر بھی رکھا جاسکتا ہے۔

جب میت کو قبر میں داہنی کروٹ لٹا چکیں تو قبر کو سیمنٹ کے سلیب یا لکڑی کے تختوں سے بند کردیں جو سوراخ یا درازیں رہ جائیں انہیں بھی گارے وغیرہ سے بند کردیں اور مٹی ڈالنا شروع کریں جس کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ ابتدا سرہانے سے کی جائے اور ہر شخص اپنے دونوں ہاتھوں میں مٹی بھر کر قبر پر تین مرتبہ ڈالے۔

پہلی مرتبہ مٹی ڈالتے وقت ''منها خلقنکم'' (اسی (زمین) میں سے ہم نے تمہیں پیدا کیا تھا) دوسری مرتبہ ''وفیها نعیدکم'' (اور اسی میں ہم تمہیں واپس لے جائیں گے) اور تیسری مرتبہ ''ومنها نخرجکم تارة اخرى'' (اور اسی میں سے تمہیں دوبارہ پھر نکالیں گے) کہے۔

قبر کھودتے وقت جتنی مٹی نکلی تھی وہی قبر پر ڈالے اس سے زیادہ باہر سے لاکر دوسری مٹی ڈالنا غیر ضروری اور نامناسب ہے۔ مستحب یہ ہے کہ ایک بالشت اونچی قبر اونٹ کے کوہان کی طرح رکھی جائے۔ قبر پر مٹی ڈال چکنے کے بعد پانی چھڑکنا بھی مستحب ہے۔ دفن کے بعد قبر کے سرہانے سورۃ بقرہ کی ابتدائی آیات الم سے مفلحون (ابتدائی پانچ آیات) تک اور پیر کی جانب سے آخری آیات امن الرسول سے ختم سورۃ (آخری دو آیات) تک پڑھنا مستحب ہے۔ (عمدۃ الفقہ، ج:۲، ص:۵۳۴)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

آزادیِ نسواں کی خود فریبی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

کون نہیں جانتا کہ اسلام نے عورت کو بے انتہا عزت سے نوازا ہے، جس سے مغرب زدہ اور این جی اوز کے بہکاوے میں آئی ہوئی عورتیں آنکھیں بند کئے ہوئے ہیں۔ قرآن کریم، احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور فقہ اسلامی میں عورتوں کے حقوق کے متعلق مستقل احکام موجود ہیں۔ اسلام کسب معاش کی خاطر عورتوں کو گھر سے باہر نکلنے کو ان کی توہین وتذلیل سمجھتا ہے، اس لئے شریعت نے باپ، خاوند، بیٹے، بھائی وغیرہ محرموں پر بالترتیب لازم کیا ہے کہ وہ عورت کی کفالت کرے۔ اگر بالفرض ان میں سے کوئی موجود نہ ہو تو اسلام حکومت وقت پر یہ فریضہ عائد کرتا ہے کہ وہ اس کے مصارف برداشت کرے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی معاشرہ میں خاندان جڑے ہوئے ہیں، جہاں ماں، بہن، بیوی اور بیٹی کو بڑی قدر ومنزلت اور عزت کا مرتبہ حاصل ہے، لیکن ''حقوقِ نسواں'' سے چلتا ہوا نعرہ آج ''آزادیِ نکاح'' اور ''آزادیِ شوہر'' تک پہنچ چکا ہے۔ گویا آج مسلم عورت جس کو ''ملکہ'' اور ''شہزادی'' کا مرتبہ حاصل ہے، وہ قرون اولیٰ کی مظلوم ومقہور عورتوں کی صف میں کھڑا ہونا چاہتی ہے۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ ۸ مارچ ۲۰۱۹ء کو پوری دنیا میں خواتین کا عالمی دن منایا گیا، کئی شہروں میں ریلیاں نکالی گئیں اور اس میں انہوں نے ایسے نعرے لگائے اور ایسے کتبے اٹھائے تھے اور جو کچھ ان پر درج تھا ایک شریف آدمی اس کو اپنی زبان پر نہیں لاسکتا اور زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ ان غلیظ، بدبودار اور فحش گالیوں کے علاوہ کئی اسلامی احکام کا بھی اعلانیہ مذاق اُڑایا گیا۔ ایک عورت نے کہا کہ ''اگر دوپٹہ پہننا اتنا ہی پسند ہے تو اپنی آنکھوں پر باندھ لو۔'' مظاہرہ میں شریک ایک شخص نے تو یہ کہا کہ: ''خواتین کے مسائل اس وقت تک حل نہیں ہوسکتے، جب تک نکاح کو ختم نہیں کیا جاتا۔ خواتین کے ساتھ ہونے والی ناانصافی اور ظلم کے خاتمہ کے لئے ہمیں نکاح کو ختم کرنا چاہیے۔'' اس نے یہ بھی انکشاف کیا کہ برصغیر میں نکاح کی رسم بھی انگریز لے کر آئے، اس سے پہلے اس کا یہاں کوئی تصور نہیں تھا، نعوذ باللہ من ذٰلک۔ اسی طرح کا ایک انکشاف ہمارے وزیر اطلاعات جناب فواد چوہدری نے بھی کیا ہے کہ مدارس کا نصاب تعلیم امریکہ سے بن کر آیا ہے۔ یہ ہیں ہمارے وزیر موصوف کی معلومات!

یہ سب کچھ ایسے ملک میں کیا اور کہا جارہا ہے جو اسلام کے نام پر وجود میں آیا تھا اور موجودہ حکومت جو ریاست مدینہ جیسی ریاست کی دعویدار

ہے اس نے ایسے لوگوں کو لگام دینا تو درکنار ان سے ابھی تک پوچھا تک نہیں کہ تم نے خلافِ اسلام ایسی باتیں کیوں کیں؟ حالانکہ ایک صوبائی وزیر نے جب ہندوؤں کے بارے میں کچھ کہہ دیا تو اس سے فوراً استعفاء تک لے لیا گیا۔لیکن ان مادر پدر آزاد لوگوں کی خلاف اسلام باتوں کا ابھی تک کوئی نوٹس نہیں لیا گیا۔کیا کہا جائے کہ یہ سب کچھ بیرونی اشاروں اور موجودہ حکومت کی ملی بھگت سے ہو رہا ہے؟

بہر حال آزادیٔ نسواں کی اصطلاح کا باقاعدہ استعمال اٹھارہویں صدی عیسوی میں ہوا، جب یورپ کے فلاسفر اور اہل علم نے فرد کے حقوق کے لئے معاشرہ کے خلاف آواز بلند کی اور شخصی آزادی کا نعرہ لگایا۔اس کے بعد بھی آوازیں اٹھتی رہیں۔۵تا۹ جون ۲۰۰۰ء میں نیویارک میں جو کانفرنس منعقد کی گئی، اس کانفرنس کی درج ذیل سفارشات منظر عام پر آئیں:

۱:۔خاتونِ خانہ کو گھریلو ذمہ داریوں اور تولیدی خدمات پر باقاعدہ معاوضہ دیا جائے۔

۲:۔ازدواجی عصمت دری پر قانون سازی اور فیملی کورٹس کے ذریعہ مردوں کو سزا دلوائی جائے۔

۳:۔ممبر ممالک میں جنسی تعلیم پر زور دیا جائے۔

۴:۔اسقاطِ حمل کو عورت کا حق قرار دیا جائے۔

اور یہ تمام چیزیں اور نظریات درحقیقت پانچویں صدی عیسوی میں نیشاپور میں پیدا ہونے والے ایرانی فلسفی مزدک کے ہیں (جو پہلے زرتشت کا پیروکار تھا، لیکن بعد میں اس نے اپنا نیا مذہب وضع کر لیا) جن پر مغرب اور مغرب پرست معاشرہ آج کی مسلم خواتین کو چلانا چاہتا ہے، اس نے کہا: ”تمام انسان مساوی ہیں، کسی کو کسی پر کوئی فوقیت نہیں، ہر وہ چیز جو ایک انسان کو دوسرے انسان سے بالاتر کر دے، وہ اس قابل ہے کہ اسے مٹا کر رکھ دیا جائے۔ مزدک نے کہا کہ دو چیزیں ہیں جو انسان کے درمیان میں ناجائز امتیازات کی دیواریں چنتی ہیں، جائیداد اور عورت، اس لئے کسی کی جائیداد پر کسی کا حق ملکیت نہیں اور نہ کوئی عورت کسی ایک شخص سے نکاح کا حق رکھتی ہے۔تمام لوگوں کو جائیداد سے فائدہ اٹھانے اور عورت سے لطف اندوز ہونے کا حق ہے۔اس وجہ سے لوگ اس کی تحریک کا حصہ بنے۔آج جو این جی اوز اور ان کی لے پالک خواتین و مرد اس آزادیٔ نسواں کا نعرہ لگا رہے ہیں، درحقیقت یہ لوگ مزدک ایرانی کے پیروکار ہیں اور بالکل اسی نہج پر پاکستانی عورت کو بھی مشترکہ پراپرٹی بنانا چاہتے ہیں، تاکہ پاکستانی معاشرے اور خاندانی نظام کو جڑوں سے ہلایا جا سکے۔

مسلمانوں کو یہ بات اب سمجھ لینی چاہئے کہ عورت آزادی مارچ جیسی سرگرمیاں دراصل مغربی اور اسلامی تہذیب کے مابین جاری جنگ کا حصہ ہیں۔مادر پدر آزاد مغربی تہذیب کے علمبردار اور ان کے دیسی ٹاؤٹ میدانِ جنگ سے لے کر تہذیبی و ثقافتی سطح تک اسلامی تہذیب اور مسلمانوں کو مغلوب کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔اس خطرناک صورت حال میں اسلامی تہذیب کی بقا و سلامتی کا واحد راستہ یہی ہے کہ مسلمان آقائے کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور خاص طور پر سنت رسول کو حرزِ جاں بنا لے۔اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے شر سے اُمت مسلمہ کی بہن بیٹیوں کی عزتوں کو محفوظ فرمائے اور ان کے شر کو انہیں پر لوٹا دے اور مسلم معاشرہ کو اپنے حفظ و امان میں رکھے، اس کے ساتھ ساتھ ہر لحظہ یہ دعا بھی مانگتے رہنا چاہیے کہ باری تعالیٰ ہمارا، ہماری اولادوں اور نسلوں کا ایمان سلامت رکھے اور ایمان کی سلامتی کے ساتھ ہی اپنے پاس بلا لے، آمین

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیدنا محمد وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ أجمعین

استقبالِ رمضان

مولانا سیّد ابوالحسن علی ندویؒ

میرے دوستو! تمہیں نیا رمضان مبارک اور خدا کی طرف سے تم پر پاک و بابرکت سلام! تمہاری یہ فرمائش گویا میری دلی خواہش ہے' پتہ نہیں کیوں خود میرا جی کچھ بات کرنے کو چاہ رہا تھا اور ایک تقاضا تھا جو مجھے بات کرنے پر مجبور کررہا تھا اور میں محسوس کرتا ہوں کہ تمہارے تجویز کردہ عنوان سے بہتر اور محبوب عنوان گفتگو میرے لئے اور کوئی ہو نہیں سکتا۔

سن ہجری کے دوسرے سال میں میرا آنا پہلے سالوں سے یکسر مختلف تھا' پہلے میں سال کے دوسرے مہینوں کی طرح ایک مہینہ تھا' اپنے دوسرے بھائیوں اور رفیقوں سے کسی قسم کا امتیاز مجھے حاصل نہیں تھا' نہ کوئی خاص بات میرے اندر تھی' نہ کسی پیغام کا میں حامل تھا اور نہ دینی ارکان میں سے کوئی رکن مجھ سے متعلق تھا' رجب' ذی القعدہ' ذوالحجہ اور محرم پر مجھے حسد...... استغفراللہ ...... رشک ہوتا تھا کیونکہ یہ : اشھرِ حرم (محترم مہینے) تھے اور اس میں سے ذی الحجہ پر مجھے اور خاص وجہ سے رشک آتا تھا' وہ یہ کہ وہ حج کا مہینہ تھا...... مجھے وہم و گمان بھی نہیں ہوسکتا تھا کہ مجھے کبھی اتنا بڑا اعزاز بخشا جائے گا اور روزہ جیسے اہم اور مقدس پیغام کا مجھے حامل بنایا جائے گا' لیکن یہ اللہ کا فضل ہے اور وہ جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے' بہر حال اب سنیئے:

مسلمانوں نے شعبان سے میرا انتظار کرنا شروع کیا' انہوں نے شعبان کا بھی ایک مقدمۃ الجیش اور میرے مبشر کی حیثیت سے استقبال کیا' شعبان ہی میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"اے لوگو! رمضان کا مہینہ تم پر سایہ فگن ہورہا ہے۔ بڑا عظیم الشان مہینہ ہے اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے۔ اللہ نے اس مہینے کے روزے فرض کیے ہیں اور رات کے قیام (تراویح) کو نفلی عبادت ٹھہرایا ہے۔ جو شخص اس ماہ میں ایک نفلی نیکی کرے گا' اس کا ثواب اور دنوں کے فرض کے برابر ہوگا اور جو کوئی ایک فرض ادا کرے گا اس کا ثواب اور دنوں کے ستر فرضوں کے برابر ہوگا۔ یہ ماہ صبر کا ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے' یہ غمخواری و غمگساری کا مہینہ ہے' اس میں مؤمن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔"

تمام لوگ میرا چاند دیکھنے کے لئے بلند ٹیلوں اور مکانوں پر چڑھ گئے' غروب آفتاب کے بعد مدینہ میں کوئی شخص ایسا نظر نہ آتا تھا جو آسمان کی طرف نظر اٹھائے میری جستجو نہ کررہا ہو' ہر شخص کی یہ خواہش تھی کہ سب سے پہلے وہ میری آمد کا مژدہ سنائے۔

پروردگار عالم نے ارادہ فرمایا کہ اب مزید تاخیر نہ ہو لہٰذا اس کی طرف سے حکم طلوع ہوا اور مدینہ کے اس سرے سے اس سرے تک ایک مسرت کی لہر دوڑ گئی' لوگوں کی زبانوں پر ایک نغمہ مسرت جاری ہوا۔

سامعین کرام! مجھے اس کہنے میں معاف رکھیں کہ ابتدائے اسلام میں لوگوں کو میری آمد سے جو مسرت ہوئی تھی...... حالانکہ میں جیسا کہ آپ کو معلوم ہے صبر و جہاد کا مہینہ تھا...... وہ اس مسرت سے بڑھ کر ہوتی تھی جو آج آپ کو عید کا چاند دیکھ کر ہوتی ہے...... میں اس کے اسباب میں نہیں جاؤں گا کیونکہ یہ ایک طویل بات ہے' اور ویسے بھی آپ کو کڑوی لگے گی۔

(میری آمد سے) مدینہ کے لوگوں میں ایک نئی زندگی اور ایک نیا نشاط عبادت ابھر آیا' یہ لوگ عشاء کے بعد ایک ایک' دو دو اور ٹکڑیاں ٹکڑیاں ہوکر نوافل میں مشغول ہوگئے قرآن کی تلاوت کرتے اور نمازیں پڑھتے رہتے' یہاں تک کہ جب رات آخر ہوئی اور سحر قریب ہوئی تو رات کی باسی روٹی یا کھجور اور پانی میں سے جس کو جو میسر آیا' اس نے اس سے سحری کھائی' پھر مساجد کی راہ لی اور نماز فجر ادا کی۔

یہی وہ مقام ہے جہاں وہ لوگ آج کل کے روزہ داروں سے ممتاز ہوجاتے ہیں' آج اگر آپ میں سے کوئی رات کو تھوڑی دیر عبادت کرلیتا ہے اور پھر روزہ کی نیت کرلیتا ہے تو وہ اپنا حق سمجھتا ہے کہ دن میں جتنا چاہے سوئے' چنانچہ آج شہر میں بہت کم ایسے روزہ دار ملیں گے جو سوتے یا اونگھتے نظر نہ آتے ہوں' رات کو خواہ کتنا ہی تھوڑا قیام کریں مگر اس کے بدلے میں دن کا ایک خاصا حصہ ضرور نیند کی نذر کردیا جاتا ہے...... اس کے برعکس صحابہ و تابعین (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کا

حال یہ تھا کہ رات کا قیام ان کے دن کے نشاط میں کوئی فرق نہیں ڈالتا تھا' وہ رمضان میں عبادت بھی کرتے تھے اور مشقت حیات بھی برداشت کرتے تھے اور کبھی تو روزے کی حالت میں جہاد بھی کرتے تھے' ان کے زمانہ میں رمضان اشیاء کی طبائع نہیں بدلتا تھا اور نہ دن کو رات بناتا تھا' وہ الٹے ان میں قوت اور نشاط کار بڑھا دیتا تھا اور کوئی وہ نیکی جس کو لوگ پہلے سے کرتے تھے' رمضان المبارک کی آمد سے منقطع نہیں ہوتی تھی' میں آکر اہل مدینہ کے اخلاق میں کوئی فرق نہیں پاتا' مثلاً انہوں نے مسلمان ہونے کے بعد سے غیبت' فحش کلامی اور بدگوئی سے زندگی بھر کا روزہ رکھ لیا تھا' تو وہ روزوں میں بھی پاک زبان' پاک نفس اور پاک باطن رہتے تھے' ہاں اگر فرق ہوتا تھا تو یہ ہوتا تھا کہ وہ ان دنوں میں جائز غصہ کو بھی ضبط کرتے تھے۔ اگر ان میں سے کسی کو کوئی شخص گالی دیتا یا لڑنے کی باتیں کرتا تو اس کا جواب یہ ہوتا کہ:

''میں روزہ دار ہوں۔''

میری آمد پر وہ لوگ نیکی اور غمخواری کے بے حد حریص ہو گئے' یوں سمجھئے کہ ہوا سے مقابلہ کرتے تھے' ان کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ تھا:

''جب رمضان آتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امور خیر میں آندھی سے بھی تیز رفتار ہو جاتے تھے۔''

روزہ دار کو افطار کرانے' غلاموں کو آزاد کرانے' ستم رسیدوں کی امداد کرنے اور بھوکوں کو کھانا کھلانے میں ایک دوسرے پر سبقت کرتے تھے' چنانچہ اسی وجہ سے فقراء ومساکین میری آمد کے منتظر رہتے تھے۔

لوگوں نے اپنے مشاغل میں روزہ گزارا' لیکن اللہ سے غافل نہیں ہوئے اور نہ بیع وتجارت نے ان کو اللہ کی یاد اور جماعتوں کی حاضری سے غافل کیا' شام کو گھر لوٹے اور ذکر وتلاوت میں مشغول ہو گئے۔ مساجد کا حال اس وقت یہ ہو جاتا تھا کہ اگر تم جاؤ تو ذکر کی بھنبھناہٹ کے سوا کوئی آواز نہ سن پاؤ۔

آفتاب غروب ہوا' مؤذن نے اذان دی اور میں نے دیکھا کہ سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھوہارے اور کچھ پانی سے افطار فرمایا اور پھر اس پر اتنا شکر کہ انواع واقسام کی افطاریوں پر بھی لوگوں کو یہ مقام شکر نصیب نہیں ہو سکتا۔ سنئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں:

''تشنگی دور ہوئی' رگیں تر ہوئیں اور اللہ نے چاہا تو اجر واجب ہو گیا۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے بھی اسی طرح چند کھجوروں اور پانی کے چند گھونٹوں سے روزہ کھولا اور اللہ کی حمد کی' پھر نماز پڑھی اور جو کچھ اللہ نے عنایت فرمایا صرف بقدر ضرورت کھا لیا' نہ اس میں اسراف ہوتا تھا اور نہ ناک تک پیٹ بھرتا تھا۔

مہینہ بھر ان کا یہی معمول رہتا تھا' نہ اس میں کوئی فرق آتا اور نہ وہ اس سے اکتاتے اور برداشتہ خاطر ہوتے' بلکہ ہر دن نشاط کی ایک نئی کیفیت پیدا ہوتی اور عبادت ونیکی کی حرص بڑھتی تھی' گویا روزوں سے ان کی روح کو غذا ملتی تھی' اور مہینے کے آخر میں ان کی قوت اور نشاط پہلے سے بھی بڑھا ہوا نظر آتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک مسلسل نشاط اور ذوق عمل سے مخمور رہتے تھے۔ یہاں تک کہ جب آخری عشرہ آتا تو بالکل ہی کمر کس لیتے تھے' رات عبادت میں گزارتے اور اہل خانہ کو بھی جگاتے اور پھر اعتکاف فرما لیتے تھے۔

میں جب اس دور سعادت کے روزہ داروں کا بعد کے روزہ داروں سے مقابلہ کرتا ہوں تو صورت وشکل میں تو کوئی فرق نظر نہیں آتا بلکہ بعض بعد والے زیادہ نفل پڑھتے اور زیادہ وقت تلاوت کرتے نظر آتے ہیں' مگر خشوع واخلاص اور ایمان واحتساب کی کیفیات میں کھلا فرق محسوس کرتا ہوں' اگر سابقین کی ایک رکعت کا وزن کیا جائے تو بعد والوں کی بہت سی رکعتوں پر بھاری نکلے گی کہ وہ اپنے ایمان واحتساب میں بھاری تھے۔

اور دوسرا فرق جو میں بتلا سکتا ہوں' وہ یہ ہے کہ ان پر روزہ اپنے گہرے اخلاقی اور نفسیاتی اثرات چھوڑ کر جاتا تھا' یوں کہئے کہ ان کی طبیعتوں پر روزہ کی ایک نہ مٹنے والی چھاپ پڑ جاتی تھی اور اگلے سال جب میں پھر لوٹ کر آتا تو ان میں وہی عفت' وہی تقویٰ' وہی صدق وامانت' وہی رقت' وہی کریم النفسی' وہی حرص طاعت' وہی لذات نفس سے نفرت' وہی آخرت کی فکر اور وہی دنیا سے بے رغبتی پاتا۔ الغرض ہر دوسری مرتبہ وہ مجھے پہلے سے زیادہ پاک باطن اور صاف دل ملتے تھے۔

قصہ مختصر! جب میرا وقت ختم ہو گیا اور روانگی کا دن آیا تو انہوں نے مجھے ایک بہت ہی پیارے دوست کی طرح رخصت کیا' آنسو کسی طرح تھمتے نہ تھے اور آہیں قرار پاتی نہ تھیں' لبوں پر یہ دعا تھی کہ خدایا یہ ملاقات آخری نہ ہو' یہ دن اس کے بعد بھی بار بار آئیں۔ یہ ہے خیر القرون میں میرے استقبال کی ایک ہلکی سی تصویر۔ ☆☆

پردۂ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے؟

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

قارئین کرام! آج دل کی ایک خلش آپ کے سامنے عرض کرنے کو دل کرتا ہے:

۱...... کسی ڈائجسٹ میں پڑھا تھا کہ لودھراں اور کہروڑپکا کے درمیان دریائے ستلج کے کنارے پر ایک پرانی خانقاہ ہے۔ خانقاہ شریف کے بانی حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ کے سلسلہ سے تعلق رکھتے تھے اور صاحب علم تھے۔ ان کے پاس قلمی کتب کے کئی صندوق تھے۔ ان کے ورثاء نے بزرگوں کی امانت سمجھ کر ان صندوقوں کو ایک تاریک کمرہ میں مقفل کردیا۔ یکے بعد دیگرے خانقاہ شریف کے سجادہ نشین حضرات بدلتے رہے۔ صدیاں بیت گئیں ان صندوقوں کو کسی نے ہاتھ نہ لگایا۔

عرصہ بعد کسی رسالہ میں ان قلمی کتب کی نشاندہی پر بہاول پور جامعہ عباسیہ کے ایک صاحب علم گئے۔ خانقاہ کے سجادہ نشین سے ملے۔ انہوں نے ایک قدیمی حجرہ کی نشاندہی کی کہ اس میں وہ صندوق ہیں۔ بڑی مشکل سے اس کمرہ کے دروازہ کو کھلوانے پر راضی ہوئے۔ ان صندوقوں کو دیکھا تو ان کا رنگ، زنگ میں بدل چکا تھا۔ بہاول پوری صاحب علم نے اصرار کیا کہ ان بکسوں کو کھولیں۔ سجادہ نشین صاحب نے توبہ توبہ کرکے کمرہ بند کرادیا کہ ہمارے بزرگوں کا تبرک ہے۔ ہم ان کی بے حرمتی کیسے کریں؟ بہاول پوری صاحب علم نے کہا کہ تالا کھول کر دیکھنے میں کیا حرج ہے؟ انہوں نے چابیوں کے نہ ہونے کا عذر کیا۔ بہاول پوری صاحب نے کہا کہ میں نئے تالے بمع چابیاں لے آتا ہوں۔ ان تالوں کو توڑ دیں۔ کتابوں کی زیارت کرکے نئے تالے لگادیئے جائیں۔ وہ نہ مانے کہ بزرگوں کے تالوں کو ہم توڑیں گے تو گناہ ہوگا۔ بہاول پوری صاحب بہاول پور سے چابیوں کے گچھے اور چابی میکر لے کر آئے۔ اتفاق سے ایک چابی ایک تالا کو لگ گئی۔ سجادہ نشین نے پہلے تالا کھولا۔ پھر میں صدقے، میں قربان ہوکر صندوق کا ڈھکنا کھولا تو تمام کتابیں دیمک لگنے سے مٹی ہوچکی تھیں۔ ایک پرزہ، ایک سطر بلکہ ایک لفظ باقی نہ تھا۔ اب باری باری تمام تالے توڑے گئے تو تمام صندوقوں سے سوائے مٹی کے کچھ برآمد نہ ہوا۔ اہل علم، علم سے مٹی کو سونا بنادیتے تھے۔ ناخلف اولاد نے علم کے سونے کو مٹی بنادیا تھا۔

۲...... مولانا ضیاءالدین آزاد نے فقیر کا یہ میسج پڑھا کہ ترجمان اسلام، خدام الدین اور چٹان کے فائل مرکزی دفتر ختم نبوت ملتان کی لائبریری کے ریکارڈ کی تکمیل کے لئے درکار ہیں۔ انہیں معلوم تھا کہ ایک کشمیری دوست گوجرانوالہ کے آغا شورش کاشمیریؒ کے عاشق صادق تھے۔ ان کے پاس چٹان کا مکمل ریکارڈ تھا۔ ان کی اولاد کو فون کیا تو انہوں نے بتایا کہ مکان کے تاریک کمرہ میں بڑے سائز کی لکڑی کی الماری میں یہ ریکارڈ تھا۔ عرصہ تک کمرہ اور الماری بند رہے۔ کئی عشروں کے بعد کھولا تو پورا ریکارڈ مٹی بن چکا تھا۔

۳...... الصدیق ملتان کی فائلوں کی تلاش کے سلسلہ میں معلوم ہوا کہ ظریف شہید میں ایک عالم دین ہیں جو مفتی محمد عبداللہ مرحوم ڈیروی کے شاگرد تھے۔ ان کے پاس تمام فائل موجود تھے۔

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی
فون:32545573

اپنے رفیق مولانا محمد اسحٰق ساقی صاحب کو وہاں روانہ کیا تو معلوم ہوا کہ ان کے ورثاء نے وہ اکثر ریکارڈ قبرستان میں بے کار سمجھ کر دفن کردیا تھا۔ اہل علم کے دفن ہونے کا تو مشاہدہ دنیا کرتی ہے۔ یہاں علم کو ہی قبرستان میں دفن کردیا گیا۔

۴...... ڈاکٹر دین محمد فریدی صاحب نے بتایا کہ ایک حضرت حاجی ہرنولی میں رہتے تھے۔ انہوں نے خدام الدین، ترجمان اسلام کے پانچ چھوٹے چھوٹے بورے چشمہ کینال لنک میں بہادیئے تھے۔ دنیا علم کے دریا بہادیتی ہے یہ تو سنا تھا، علم کو دریا میں بہادیا گیا کا بھی سن کر تعجب ہوا۔ علم کے دریا بہانا اور علم کو دریا میں بہانا، ان الفاظ پر غور کریں تو زمین وآسمان کی پستی وبلندی مثال میں پیش کرنے کی جرأت نہ ہوپائے۔ ہائے وہ بلندی، ہائے یہ پستی۔ اس پر ایک واقعہ سن لیجئے:

انگریز کے زمانہ میں عرصہ سے دو آدمی ایک تاریک کمرہ میں بند تھے۔ انہیں باہر کی دنیا سے بالکل علاقہ نہ تھا۔ فقیر نے ایسے زمین دوز کمرے ایڈمبرا میں دیکھے ہیں۔ جہاں افریقہ وبرصغیر کے قیدیوں کو لاکر رکھا جاتا تھا۔ ایک بار ایک انگریز نے ان دو قیدیوں کو کمرہ سے نکالا کہ آپ باہر جاکر صرف ایک نظر دیکھ سکتے ہیں، الٹے پاؤں واپس آکر اس کمرہ میں بند ہوجائیں۔ ان دونوں نے باہر جاکر جھانکا۔ ایک نے آسمان کو دیکھا، ایک نے زمین پر نظر دوڑائی۔ جس نے آسمان کی طرف ایک نظر کی تھی اسے دیکھ کر انگریز نے کہا واہ یہ بلندی، جس نے زمین پر ایک نظر ڈالی تھی اسے انگریز نے دیکھ کر کہا، ہائے یہ پستی۔ دریا میں کتابیں بہانے پر تو فقیر کہتا ہے ہائے یہ پستی۔ لیکن علم کے دریا بہانے پر بھی واہ یہ بلندی کی بجائے فقیر کہتا ہے ہائے یہ بلندی۔ دونوں جگہ ہائے اس لئے کہ اب علم کا دریا بہانے والے بھی نہیں رہے۔ مگر خال خال

۵...... ڈاکٹر دین محمد فریدی فرماتے ہیں کہ جنڈانوالہ کے ایک مدرسہ کے بانی کے پاس یہ ریکارڈ موجود تھا۔ مگر اب جو موجودہ مہتمم صاحب ہیں انہوں نے بھی وہ دریا برد کردیا۔ اسی طرح کے متواتر واقعات ایک ہفتہ میں سننے کو ملے۔ یہ واقعات محض ارتجالاً زبان قلم پر آگئے۔ کسی صاحب واقعہ کا نام محض اس لئے نہیں لکھا کہ غیبت مقصود نہیں۔ رو رو کر اپنا اضطراب ظاہر کرنا مطلوب ومقصود ہے۔ ان واقعات کے نتیجہ میں دو درخواستیں کرنا چاہتا ہوں:

۱...... کسی صاحب علم کے پاس علمی کتابوں کا ذخیرہ ہو۔ ورثاء میں سے اس کے جو اہل ہوں تو ان کی ایسی ذہن سازی کردی جائے کہ وہ اس کے بعد اس ذخیرہ کو ضائع ہونے سے بچائیں اور اگر ورثاء میں اس کے اہل نہ ہوں تو پھر اپنی زندگی میں ان کتابوں کی حفاظت کا یقینی قابل تسلی انتظام کرکے جائیں کہ یہ ضائع نہ ہوجائیں۔ ورنہ بخل یا کتابوں سے عشق بجائے نفع کے مضرت کا باعث ہوجائے گا۔

فقیر نے یہ رام کہانی اس لئے شروع کی کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی لائبریری میں رسائل کا ذخیرہ ہے ہفت روزہ ختم نبوت کراچی و ماہنامہ لولاک ملتان تو حضرت مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی پشاور کی سربراہی میں پورا ریکارڈ اسکین کرکے کمپیوٹر پر ڈال دیا گیا ہے۔ جس سے جہاں دنیا نفع حاصل کررہی ہے وہاں یہ ریکارڈ محفوظ بھی ہوگیا ہے۔

اسی طرح ترجمان اسلام لاہور، خدام الدین لاہور، چٹان لاہور، الرشید ساہیوال، ان چار رسالوں کا بھی مجلس کی لائبریری میں اسی فیصد حصہ محفوظ ہے۔ سردست بیس فیصد نا موجود حصہ کی تلاش کا مرحلہ شروع کیا ہے۔ قدرت ایسے مدد فرما رہی ہے کہ سبحان اللہ والشکر للہ۔ اگر یہ مکمل ہو جائیں تو پھر مرحلہ ہوگا کہ چاروں متذکرہ رسائل کو اسکین کرکے کمپیوٹر پر ڈال دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ توفیق دیں۔ ان رسائل کی تلاش اور تکمیل کے لئے آپ حضرات بھی دل وجان سے ساتھ دیں۔ شکریہ! اس کے بعد پھر مرحلہ ہوگا کہ باقی رسائل پر بھی ایسے کام ہوجائے۔ دیکھئے پردہ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے؟ ☆☆☆

ABS

ABDULLAH BROTHERS SONARA

عبداللہ برادرز سونارا

Formerly: H. Elyas Sonara

Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar, Mithader, Karachi. Ph:3[illegible], Cell:0301-2352363

روزہ کے اغراض ومقاصد

علامہ سید سلیمان ندویؒ

ہم یقین کے ساتھ نہیں بتا سکتے کہ انسانی سوسائٹی میں روزہ کے خیال کی ابتدا کب سے ہوئی اور ہمیں یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ اس کے شروع ہونے کے اسباب کیا تھے؟ روزہ کے ابتدائی حالات اس طرح پوشیدہ ہیں جس طرح قدیم اقوام میں شریعت کی ابتدا سے ہم ناآشنا ہیں کہ کس قوم نے شریعت کے نظام کو اختیار کیا اور پھر اس نظام کو دوسروں تک پہنچایا؟ روزہ کے متعلق جس قدر نظریے بیان کئے گئے ہیں' وہ ظن وتخمین پر مبنی ہیں اور تاریخی حیثیت سے روزہ کی ابتدا ہونے کا جو اندازہ لگایا گیا ہے وہ بھی عموی قاعدہ سے دور جا پڑا ہے۔ ان سب کے باوجود روزہ انسانی عبادات میں قدیم عبادت ہے۔ اس کا پھیلاؤ دنیا کی تمام اقوام میں رہا ہے۔

مجوسی' آتش پرست' مانوی' بدھ' برہمن' ستارے اور جانور پرست سب میں روزہ کا رواج رہا ہے۔ یہود' نصاریٰ اور مسلمان روزہ کی عظمت کو دین کے بڑے رکن کی حیثیت سے تسلیم کرتے ہیں۔ مختلف قوموں اور مختلف نظامہائے شریعت میں روزہ کا طریقہ جداگانہ رہا ہے۔ قوموں میں حالات کی تبدیلی سے روزوں کی تعداد میں بھی کمی وبیشی ہوتی رہی ہے۔ طریقہ عمل کے لحاظ سے کسی قوم میں روزہ کی شکل یہ رہی کہ اس کے افراد روزہ کی حالت میں کھانے' پینے' جنسی تعلقات اور بات چیت سے دور رہا کرتے تھے' کسی دوسرے مذہب میں ان میں سے کچھ کو اختیار کیا گیا اور باقی سے پابندی اٹھالی گئی' لیکن ہر حالت میں روزہ سے مقصود یہ رہا کہ بدن اور نفس کو کچھ وقت کے لئے محبوب ترین چیزوں کے استعمال سے محروم رکھا جائے' بات سے رک جانے کا روزہ قدیم قوموں میں رائج تھا۔

اسپنسر اور جیلن نے اپنی تصانیف میں وسطی آسٹریلیا کے باشندوں کے حالات میں لکھا ہے کہ جب کسی عورت کا شوہر مرجاتا تھا تو اس کی بیوی سال بھر بات نہ کرنے کا روزہ رکھتی تھی۔ روزہ کا یہ طریقہ یہود میں بھی پایا جاتا تھا۔ قرآن مجید میں حضرت مریمؑ کی زبان میں اس کی تعبیر یوں ہے: ''فلن اکلم الیوم انسیا۔'' آج کسی انسان سے بات نہیں کروں گی۔ کھانے اور پینے سے رک جانے کے طریقے مختلف رہے ہیں۔ ایک طریقہ یہ ہے کہ ہر قسم کے کھانے اور ہر رنگ کے پینے سے رک جانے کے طریقہ کو روزہ کہتے ہیں۔ یہ طریقہ صابی' مانوی مذہب اور مسلمانوں میں پایا جاتا ہے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ کچھ محدود اور متعین چیزوں سے نفس کو روک دیا جائے' یہ طریقہ نصاریٰ میں رائج ہے۔

روزہ رکھنے کے مختلف طریقے ہیں: ایک تو یہ کہ دن رات کا پورا روزہ' دوسرے دن بھر کا روزہ یا اس کے ایک حصے کا روزہ' ایک روزہ یہ ہے جو سورج ڈوبنے سے شروع ہوتا ہے اور رات بھر رہتا ہے یا رات کے کسی حصے تک رکھا جاتا ہے' کچھ روزے ایسے ہیں جو برابر کئی دنوں تک چلے جاتے ہیں' کچھ صرف ایک دن کے لئے ہوتے ہیں' کسی کا تعلق ایک رات یا اس کے کسی حصے سے ہوتا ہے' بعض روزے مسلسل ہوتے ہیں' لیکن ان میں فصل آ جاتا ہے' اس مدت کے فصل کے بعد پھر شروع ہو جاتے ہیں' روزہ کی ایک قسم وہ ہے جو قوم کے تمام افراد پر فرض ہے یا بعض افراد پر خاص شرط کے ساتھ فرض کر دیا گیا ہے یا بعض افراد یہ روزہ مستحب طور پر رکھتے ہیں۔

روزہ کی اغراض ومقاصد:

مختلف مذاہب میں روزہ کی اغراض ومقاصد بدلتے رہتے ہیں' ہم ان میں سے چند کا ذکر کرتے ہیں:

اول:...... روزے زمانہ کے موسمی حالات کے پیش نظر رکھے جاتے ہیں' کسی خاص فصل یا موسم کے آنے کے وقت یہ روزہ رکھا جاتا ہے' کسی مہینہ یا ہفتہ کو خاص کر لیا جاتا ہے یا آسمان کا ستارہ جب کسی خاص منزل کو پہنچ جاتا ہے' کبھی کسی اہم تاریخی واقعہ کی مناسبت سے روزہ رکھا جاتا ہے جو کسی اجتماعی حالات میں پیش آیا ہو تو گویا یہ روزہ ذاتی طور پر اس واقعہ کی اہمیت یا وہ حالات جو اس واقعہ سے تعلق رکھتے ہوں' مقصود ٹھہرا لئے جاتے ہیں اور ثواب کا مرتبہ دوسرے درجہ پر ہوتا ہے جیسے رمضان شریف کا مہینہ' یہ قرآن مجید کے نزول کی

تاریخ ہے' مسلمان اس تاریخ کو نہایت مقدس سمجھتے ہیں۔ اسی طرح عیسوی ماہ کی سترہ تاریخ یہودیوں کے نزدیک مقدس ہے اور وہ اس دن روزہ رکھتے ہیں' اس دن یہودیوں کے دارالحکومت یروشلم میں انہیں شکست ہوئی تھی۔

دوم:...... بعض آسمانی غیر مادی تغیرات جیسے سورج گرہن یا چاند گرہن۔

سوم:...... کسی کی وفات کی یاد میں۔

چہارم:...... کسی شخص کا کسی خاص عمر تک پہنچ جانا یا زندگی کے کسی مرحلہ سے گزرنا۔

پنجم:...... گناہوں کے کفارہ کے لئے' خواہ یہ گناہ معلوم ہوں یا معلوم نہ ہوں۔

ششم:...... بعض مثبت اور نفع بخش مقاصد کے حصول کے لئے جیسے نفس کی پاکیزگی کا روزہ' چلہ کشی کا روزہ' نفس پر عکس الٰہی کا پرتو ڈالنے کے لئے یا الہامی کیفیت کو معلوم کرنے کے لئے آسمانی دنیا سے تعلق جوڑنے کے لئے یا خارق عادت چیزوں پر قدرت پانے کے لئے یا ان دیکھی طاقتوں کو زیر اثر لانے کے لئے یا بارش برسانے کے لئے یا ہوائیں چلانے کے لئے وغیرہ وغیرہ۔

ہفتم:...... اجتماعی یا انفرادی نقصان یا بیماری سے دور رہنے کیلئے جیسے طوفان کا آنا یا وبا کا پھیل جانا۔

ہشتم:...... کبھی روزہ دوسری عبادت کے لئے تمہید یا وسیلہ بنتا ہے تاکہ وہ عبادت مقبول ہو جائے' یا یہ روزہ اس عبادت کا اہم جز سمجھا جاتا ہے جیسے قربانی کے وقت کا روزہ' نذر پوری کرنے کے لئے نذر کے وقت روزہ سے ہونا' زکوٰۃ ادا کرتے وقت روزہ رکھ لینا یا صدقہ کے دینے کے وقت روزہ سے رہنا یا اعتکاف اور نماز کی ادائیگی کے وقت روزہ سے ہونا۔

ان تمام اقسام میں سب سے اہم اور زیادہ مشہور قسم جو اکثر مذاہب میں رائج ہے' وہ پہلی قسم ہے۔ یہ روزہ خاص موسم میں رکھا جاتا ہے' ہر سال ہر مہینے یا ہر ہفتے اس کی تکرار ہوتی ہے' اس روزہ کا تعلق مقررہ تاریخ سے ہے جو کسی اجتماعی واقعہ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ وہ مذاہب کے معتقد جنہوں نے اس قسم کو اختیار کر کے اسے اپنے دین کا جز بنا دیا' وہ صابی' مانوی' برہمن' یہودی اور مسلمان ہیں' ہم ان مذاہب میں سے چند کے متعلق بحث کریں گے اور بتائیں گے کہ ان کی شریعت میں روزہ کی نوعیت کیا ہے؟

ابن ندیم نے کلدانیوں اور مانویوں کے مذہب کے متعلق لکھا ہے کہ وہ قدیم بابلی مسیحی اور فارسی مذہب سے ماخوذ ہے' اس مذہب میں ستاروں کی عظمت کے آثار بھی پائے جاتے ہیں۔ ان کے پیشوا جس کی طرف یہ مذہب منسوب ہے' اس کا نام مانی بن فتق ہے۔ اس مذہب میں روزے کے اوقات مختلف ہیں' جب سورج قوس کو اتر آتا ہے اور چاند پورا روشن ہو جاتا ہے تو اس وقت مانوی مسلسل دو دن کا روزہ رکھتے ہیں' جب چاند کی پہلی تاریخ ہوتی ہے تو اس وقت بھی دو مسلسل روزے رکھتے ہیں' پھر جب چاند نکلتا ہے اور سورج دلو کی منزل کو اتر جاتا ہے اور مہینے کے آٹھ دن گزر جاتے ہیں تو اس وقت مانوی پورے تیس دنوں کا روزہ رکھتے ہیں' ان کے خواص اور محترم اشخاص پیر کے دن بھی روزہ رکھتے ہیں' اسی کے ساتھ وہ ہر مہینے سات روزے رکھتے ہیں۔ اس بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ہفتہ واری' ماہواری اور سالانہ روزے رکھتے' اور چاند کے مہینے میں پہلے دو دن کے روزے اور سات دن کے روزے رکھتے۔ سال میں چونتیس روزے رکھتے جن میں سے دو اس وقت کے ہوتے جب کہ سورج قوس پر اتر آتا اور دو اس وقت کے ہوتے جب کہ سورج جدی کی منزل پر اتر آتا اور مسلسل تین روزے اس وقت رکھتے جب کہ سورج دلو کی منزل پر اتر آتا۔

ابن ندیم کی عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مانوی مذہب کے متعلق فلوجل نے نقل کیا ہے کہ وہ اتوار کا روزہ اس بنیاد پر رکھتے تھے کہ وہ اپنے اعتقاد کے مطابق یہ یقین رکھتے تھے کہ قیامت اتوار کے دن قائم ہو گی' اس لئے ان کا اعتقاد تھا کہ اگر قیامت آجائے تو وہ سب روزے سے ہوں لیکن لیون لگرانڈ اور سرمارک نے کہا کہ وہ اتوار اور پیر کا روزہ چاند اور سورج کی عظمت کے لئے رکھا کرتے تھے۔ بعد کی دلیل پہلی دلیل سے زیادہ صحیح ہے' جس طرح دوسرے روز ستاروں کی گردش سے تعلق رکھتے ہیں' اسی طرح ان روزوں کا تعلق بھی ستاروں سے زیادہ قرین قیاس ہے' پھر اتوار کے روزے کو سورج سے نسبت دی گئی ہے۔ انہوں نے اس کا نام ایل یوس رکھا ہے' پیر کا روزہ چاند سے نسبت رکھتا ہے' جس کا نام سین ہے' ان کے یہاں منگل کا روزہ بھی تھا جسے وہ مریخ کے لئے رکھا کرتے تھے اور اس کا نام اس تھا۔ جب ہم اس بات پر غور کرتے ہیں کہ ان کے نزدیک سورج دیوتا اور چاند دیوی بہت زیادہ محترم تھے اس لئے کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہم ان دو روزوں کو انہی کی طرف منسوب کر دیں۔

صابی اور مانوی مذہب کے ماننے والے پرانے بابلی مذہب سے متاثر ہوئے جس کی بنیاد

ستارہ پرستی تھی۔ نماز اور اس کے اوقات میں بھی بابلی مذہب سے تاثر قبول کیا۔ ابن ندیم نے الفہرست میں جوان مذاہب مرجع کا ذکر کیا ہے کہ ان نمازوں کے اوقات کا تعلق سورج کی منزلوں سے بہت زیادہ گہرا ہے۔ صابی مذہب کے متعلق ابن ندیم نے لکھا ہے صابی عقیدہ کے لوگوں پر دن میں تین وقت کی نماز فرض تھی۔ پہلی نماز سورج نکلنے سے آدھ گھنٹے پہلے یا اس سے کم مدت میں شروع ہوتی تھی اور سورج طلوع ہونے کے ساتھ ساتھ اس کا وقت ختم ہو جایا کرتا تھا۔ اس میں نماز کی آٹھ رکعتیں اور ہر رکعت میں تین سجدے ہوا کرتے تھے۔ دوسری نماز سورج کے زوال کے ساتھ ختم ہو جایا کرتی تھی۔ اس نماز میں پانچ رکعتیں اور ہر رکعت میں تین سجدے ہوا کرتے تھے۔ تیسری نماز دوسری نماز کی طرح تھی اور سورج غروب ہونے کے وقت پڑھی جاتی تھی' ان اوقات کا تعلق دن کے تین پہروں سے تھا: طلوع' نصف النہار اور غروب کا وقت۔

نفل نمازیں وتر نماز کی طرح تین تھیں اور دن میں تین بار پڑھی جاتی تھیں۔ پہلی نماز دن کے دو بجے چاشت کی نماز کے مقابلہ میں ہے' دوسری نماز زوال کے بعد' یہ عصر کی نماز کے مقابلہ میں ہے۔ تیسری نماز رات کے تین بجے' یہ عشاء کی نماز کے مقابلہ میں ہے' ان کی کوئی نماز طہارت کے بغیر نہیں ہوا کرتی تھی۔ مانوی مذہب کے تعلق سے ابن ندیم نے لکھا ہے کہ ان کے عقیدہ میں چار یا سات نمازیں فرض تھیں۔ پہلی نماز زوال کے وقت' دوسری نماز زوال اور سورج غروب ہونے کے درمیان' پھر سورج غروب ہونے کے بعد مغرب کی نماز' اس کے تین گھنٹے کے بعد عشاء کی نماز۔

ابن ندیم نے وضاحت کی ہے کہ یہ تمام نمازیں ستاروں کی تقدیس اور سورج کی عظمت کے لئے پڑھی جاتی تھیں۔ نمازی پانی سے یا کسی دوسری چیز سے مسح کر کے سورج کے سامنے کھڑا ہو جاتا تھا اور پھر سجدہ کرتا تھا۔ سجدہ میں وہ یہ کلمات دہراتا تھا: ''ہمیں ہدایت دینے والے فارقلیط مبارک اور اس کی فوج نیرون کی تسبیح کرتا ہوں۔'' وہ سجدہ کرنے کے بعد سیدھا کھڑا ہو جاتا اور دوسرے سجدہ میں یہ کلمات کہتا: ''اے روشنی کے اصل اور سراپا نور تیری تسبیح کرتا ہوں۔''

روزہ ہندو مذہب میں:

برہمن اور بدھ مذہب کے روزے سورج اور چاند کی منزلوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ برہمنوں میں جوگی خزاں اور بہار کے شروع موسم میں روزہ رکھتے ہیں۔ چھتری سردی اور گرمی کے شروع موسم کے علاوہ ہر چاند ماہ کے شروع دو دنوں میں اور چودھویں تاریخ کا روزہ رکھتے ہیں۔ ان کی مقدس کتاب ''وید'' میں ہے کہ وہ سورج گرہن کے وقت کھانے پینے' جنسی تعلق اور نماز سے رک جاتے ہیں۔ یہ عمل ان کے نچلے طبقہ میں پایا جاتا ہے لیکن برہمن جوگی اور چھتری صرف اتنے واجب پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ اس کے علاوہ گھر میں کھانے کی جتنی قسمیں ہو سکتی ہیں' ان سب سے رک جاتے ہیں۔ سورج گرہن کے وقت جن برتنوں میں صدقہ کرتے ہیں انہیں توڑ ڈالتے ہیں۔

ان کی شریعت برہمن کے تیرہ پجاریوں پر روزہ کی حالت میں اس امر کو فرض کر دیتی ہے کہ سورج کے ڈوبنے کے وقت سے شفق کے غائب ہونے تک کھانے' پینے' نیند اور سفر کرنے سے باز رہیں اور ہندو مذہب میں جس قدر فرقے ہیں' ان سب کی اصل سورج کی تقدیس پر ہے۔ اس مذہب کے روزہ دار سورج غروب ہونے سے اس کے نکلنے تک کھانے' پینے سے پرہیز کرتے ہیں اور پھر اس وقت روزہ توڑتے ہیں جب پورا سورج آسمان پر روشن ہو جاتا ہے۔ اگر آسمان پر بادل ہوں اور سورج ان کے پیچھے چھپ جائے تو وہ سورج نکلنے کا انتظار کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ پوری آب و تاب کے ساتھ چمکنے لگے' اس سلسلہ میں عجیب بات یہ ہے کہ یہی طریقہ شمالی امریکہ کے سنانیوگ قبائل میں بھی رائج ہے۔

بدھ مذہب میں چاند کے مہینے کے حساب سے چار دن کے روزے رکھے جاتے ہیں: چاند کی پہلی' نویں' پندرہویں اور بائیسویں تاریخ' یہ روزے سورج طلوع ہونے سے غروب ہونے تک رکھے جاتے ہیں' وہ ان چار دنوں میں پورا آرام کرتے ہیں۔ چنانچہ ان کے نزدیک افطاری کی تیاری حرام ہے' وہ کھانے کا انتظام سورج نکلنے سے پہلے کرتے ہیں۔

روزہ یہودی مذہب میں:

یہودی مذہب میں روزہ کی قسمیں بے شمار ہیں' یہودیوں کا سب سے اہم روزہ عیسوی ماہ کی دسویں تاریخ کا روزہ ہے جسے وہ کفارے کے دن کا روزہ کہتے ہیں۔ یہ روزہ یہودیوں پر اپنے گناہوں سے معافی کے تعلق سے فرض کیا گیا ہے۔ یہودی پرانے زمانہ میں ہفتہ کے دن اور ہر چاند کے ماہ کی پہلی تاریخ کو روزہ رکھا کرتے تھے' وہ ان دنوں میں کوئی کام نہیں کیا کرتے تھے' اس کے بعد روزہ کا حکم ختم ہو گیا۔ ان سے کہا گیا کہ وہ ان دنوں میں صرف کام نہ کریں۔ ان دنوں میں روزہ سے معافی

اس واقعہ کو ظاہر کرتی ہے کہ وہ پہلے زمانہ میں ان دنوں کا روزہ رکھا کرتے تھے کیونکہ منسوخی کا حکم اس وقت صادر کیا جاتا ہے جب کہ اس حکم پر پہلے سے عمل کیا جاتا رہا ہو۔ان دو دنوں کے روزوں کا چاند کی حرکتوں سے گہرا تعلق ہے۔میں نے پہلے روزہ کے متعلق کافی وضاحت کی ہے لیکن ہفتہ کا روزہ اس کے متعلق کہا جاسکتا ہے کہ ہفتہ کا آخری روز سنیچر ان کے عہد قدیم میں چاند کے اپنی منزلوں میں داخل ہونے سے تعلق رکھتا تھا' چنانچہ ان کے آسمانی اوقات کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور ہر حصہ چاند کی چار منزلوں میں سے ایک سے تعلق رکھتا ہے۔ یہودیوں کا یہ روزہ ایک حیثیت سے بدھ مذہب کے چار روزوں سے مطابقت رکھتا ہے جسے وہ مہینہ میں چار مرتبہ رکھتے ہیں۔ یہودیوں میں کچھ یہودی ساتویں مہینہ کے پہلے دن روزہ رکھتے تھے اور عوام ان کے لئے کھانا تیار کر کے بھیجا کرتے تھے۔یہودی ساتویں مہینہ کی چوبیس تاریخ کو بھی روزہ رکھا کرتے تھے اور اس دن کے روزہ کو ایک تقریب کی شکل میں مناتے تھے۔بنی اسرائیل اس دن اپنے تمام بدن پر راکھ لیا کرتے تھے۔

جب یہودیوں کو بابل جلاوطن کردیا گیا تو ۵ اپنے تاریخی واقعات کے سلسلہ میں کئی روزے رکھا کرتے تھے اور ہر روزہ کو اس کی تاریخ سے نسبت دیا کرتے تھے۔ان کے روزوں میں سے چوتھا روزہ ہے جو جولائی کی سترہ تاریخ کو پڑتا ہے' اس تاریخ کو یروشلم "بیت المقدس" برباد کردیا گیا' اور ہیکل ڈھا دیا گیا' چھٹا روزہ استیر کا ہے جو مارچ کی تیرہ تاریخ کو پڑتا ہے' یہ روزہ ہامان اور استیر کے واقعہ کی مناسبت سے رکھا جاتا ہے' ہامان' فارس کے کسی بادشاہ کا وزیر تھا' اس نے یہودیوں کو ہلاک کرنے کی ٹھانی لیکن بادشاہ کی ملکہ "استیر" کو اس سازش کا علم ہوگیا۔ "ہامان" کی تدبیر ناکام رہی' یہ ہامان' فرعون کے وزیر کے علاوہ دوسرا ہامان ہے۔ ساتواں روزہ ستمبر کی تیسری تاریخ کا ہے' اس تاریخ کو یہودیوں کے آخری سربراہ جدلین قید کے بعد قتل کردیئے گئے تھے۔دسواں روزہ وہ ہے جو یروشلم پر حصار ڈالنے کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔یہودی یہ روزہ جنوری کی دس تاریخ کو رکھتے ہیں' اس کے علاوہ یہودی کئی مستحب روزے رکھتے ہیں جن کا تعلق ان کے بزرگوں کی وفات کے دن سے ہے' جیسے موسیٰ علیہ السلام' ہارون علیہ السلام یا وہ شہداء جو دین کی خدمت میں شہید ہوئے' اس طرح روزوں کی تعداد پچیس تک پہنچ جاتی ہے۔

روزہ اسلام میں:

اسلام نے لوٹ کر آنے والے روزوں کی کئی قسمیں کی ہیں' کچھ روزے سال میں ایک مرتبہ رکھے جاتے ہیں' کچھ روزے مہینہ میں ایک مرتبہ رکھے جاتے ہیں اور کچھ روزے ہفتہ' ہفتہ رکھے جاتے ہیں' ان اقسام میں سے جو روزہ رمضان میں رکھا جاتا ہے' وہ فرض ہے' ہر ہفتہ' پیر اور جمعرات کے دن جو روزہ رکھا جاتا ہے' یہ روزہ مستحب ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اکثر پیر اور جمعرات کے دن روزہ سے ہوتے تھے' ماہ رجب کے ابتدائی تین دنوں میں روزہ رکھنا مستحب ہے' تین دنوں کا روزہ مقید نہیں ہے' بلکہ اس مہینے میں زیادہ روزے رکھنا بھی مستحب ہے' ماہ شعبان کی پندرہ تاریخ کو اور اس ماہ کے دوسرے روزے رکھنا مستحب ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: میں نے نہیں دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ شعبان کی طرح کسی دوسرے مہینہ میں زیادہ روزے رکھے ہوں۔

ماہ شوال کے چھ روزے جو شوال کی دوسری تاریخ سے شروع ہوتے ہیں' مستحب ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ جس نے ماہ رمضان کے روزے رکھے اور اس کے ساتھ ماہ شوال کے چھ روزے رکھے' گویا اس نے سال بھر کے روزے رکھ لئے' ماہ ذی الحجہ کی نویں تاریخ کو جو یوم عرفہ ہے' روزہ رکھنا مستحب ہے' لیکن یہ روزہ ان لوگوں کے لئے ہے جو حج میں نہ ہوں' حاجی کے لئے' جو عرفات میں ہے' اس دن کا روزہ رکھنا منع ہے۔محرم کے مہینہ کا روزہ رکھنا مستحب ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ رمضان کے روزے کے بعد کون سے روزے افضل ہیں؟ انہوں نے کہا: وہ مہینہ جسے تم محرم کے نام سے پکارتے ہو۔ ہر چاند کے ماہ کی تیرہ' چودہ اور پندرہ تاریخ کا روزہ مستحب ہے۔ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم ہر مہینہ کے ایام بیض تیرہ' چودہ اور پندرہ تاریخ کے روزے رکھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان دنوں کے روزے سال بھر کے روزوں کا ثواب رکھتے ہیں۔ان دنوں کو ایام بیض اس لئے کہتے ہیں کہ ان دنوں میں چاند پورا روشن ہوجاتا ہے۔اسی طرح ماہ محرم کی نویں' دسویں اور گیارہویں تاریخ کا روزہ مستحب ہے۔

روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کی ایک جماعت کو مدینہ منورہ میں دیکھا کہ وہ یوم عاشورہ کا روزہ رکھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روزہ کے متعلق دریافت

فرمایا۔انہوں نے کہا: ہم یہ روزہ اس دن کی یاد میں رکھتے ہیں جس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو فرعون اور اس کے فریب سے نجات دی تھی اور ان کے لئے مصر سے ہجرت کو آسان کردیا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے مقابلہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حق کے زیادہ سزاوار ہیں اور میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس روزہ سے روزہ دار کے گزشتہ سال کے گناہوں کا کفارہ کردیں گے۔آپؐ نے اس دن کا روزہ رکھا اور مسلمانوں کو بھی اس دن روزہ رکھنے کے لئے فرمایا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ یہودیوں کی مخالفت فرماتے تھے۔اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دسویں تاریخ کے ساتھ نویں تاریخ کا روزہ بھی شامل کرلیا جائے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورہ کا روزہ رکھا اور یہ روزہ رکھنے کا حکم فرمایا تو لوگوں نے کہا: یارسول اللہ! یہ وہ روزہ ہے جس کی یہود اور نصاریٰ تعظیم کرتے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انشاءاللہ! آئندہ ہم نویں تاریخ کا روزہ بھی رکھیں گے۔راوی کہتا ہے کہ آئندہ سال نہیں آیا کیونکہ دوسرے سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوگیا تھا۔ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورہ سے ایک دن قبل اور ایک دن بعد مباح فرمایا تھا تاکہ یہود کی پوری مخالفت ہوجائے۔علامہ ابن قیمؒ نے عاشورہ کے متعلق جتنی احادیث وارد ہیں' ان کے متعلق یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اول بہتر یہ ہے کہ عاشورہ سے قبل اور بعد کا روزہ رکھ لیا جائے' دوسری صورت میں نویں اور دسویں تاریخ کا روزہ رکھا جائے' تیسری صورت یہ ہے کہ محرم کے پورے دس روزے رکھے جائیں۔

یہود کے روزوں کے اوقات پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہود کے عاشورہ کا روزہ ہمیشہ دسویں محرم کو نہیں پڑتا تھا۔صرف اس سال اس روزہ کا وقوع دسویں محرم کو ہوگیا تھا جس کی طرف حدیث اشارہ کرتی ہے کیونکہ یہود کی جنتری کا تعلق عیسوی جنتری سے ہے جو اسلامی جنتری سے مختلف ہے' عاشورہ کے روزہ کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ عاشورہ کا روزہ جاہلی عرب سے تعلق رکھتا ہے اور یہود کے روزہ سے اس کا تعلق نہیں ہے۔حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: عاشورہ کے دن قریش جاہلیت میں روزہ رکھا کرتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہ روزہ رکھا کرتے تھے۔ جب آپ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں بھی یہ روزہ رکھا اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو بھی اس روزہ کا حکم فرمایا۔ جب رمضان شریف کا روزہ فرض ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو چاہے اس تاریخ کا روزہ رکھے یا اسے ترک کردے۔

مسلمانوں کے کچھ فرقوں نے روزہ کی کچھ اقسام کو اجتماعی حالات کے ساتھ وابستہ کردیا ہے۔ وہ ان دنوں انہی حالات کی مناسبت سے واقعات کی یاد میں روزہ رکھتے ہیں۔ کچھ لوگ ماہ محرم کی شروع تاریخ کے دس روزے رکھتے ہیں' رات کا قیام کرتے ہیں۔ درود اوراد پڑھتے ہیں' بدن کو تکلیف دیتے ہیں' وہ یہ سب کچھ اہل بیت کی یاد میں کرتے ہیں جنہوں نے کربلا میں شہادت پائی۔ مسلمان فقہاء کے نزدیک نبی' شہید اور کسی نیک شخص کی یاد میں کسی قسم کا روزہ نہ واجب ہے اور نہ ہی مستحب۔

اسلامی روزوں سے ہٹ کر وہ روزے جو تکرار کے ساتھ آتے ہیں' ان کی دو قسمیں ہیں' پہلی قسم کا تعلق اجتماعی حالات سے ہے' دوسری قسم کا تعلق موسمی حالات سے ہے' لیکن وہ قسم جس کا تعلق اجتماعی حالات سے ہے وہ روزوں کی اہم قسم ہے' ان کی اہمیت زیادہ ہے اور یہ روزے تعداد میں زیادہ ہیں' اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ ان روزوں کا تعلق زندگی کے اہم واقعات سے ہے۔

ان روزوں سے ذہن میں گزشتہ واقعات کی یاد تازہ ہوجاتی ہے۔یہ روزے اکثر آسمانی مذاہب میں پائے جاتے ہیں' اگرچہ ان روزوں کی شرعی حکمت واقعات کے مقابلہ میں زیادہ اہمیت رکھتی ہے' تاہم ان روزوں کو متعلقہ واقعات سے منسوب کیا جاتا ہے۔دوسری قسم کے روزے جن کا تعلق موسمی حالات سے ہے' اصحاب علم نے ان روزوں کے اسباب میں مختلف آرا کا تذکرہ کیا ہے۔کسی نے اسے ستارہ پرستی کے مظاہر سے وابستہ کیا ہے اور کسی نے چاند وسورج کو عظمت کا نشان تسلیم کرکے روزوں کا ان سے عقیدت کا رشتہ جوڑ دیا ہے۔انسانی فکروخیال میں روزوں کی یہ شکل اور ترویج کا ابتدائی نقطہ یوں رونما ہوا کہ انسان نے جب کائنات پر نظر ڈالی تو اسے بہت سی چیزیں اپنے سے زیادہ قوی نظر آئیں جن کے سامنے اسے اپنی کمزوری کا احساس کرنا پڑا' پھر اسی احساس کے پیش نظر انسان نے روزے کے مختلف ڈھنگ اختیار کئے جن میں تزکیہ نفس کم اور جسمانی ریاضت کا تصور زیادہ تھا۔

☆☆............☆☆

خانوادۂ نوروعثمانی کا اِک چراغ

(مولانا رشید اشرف سیفی رحمۃ اللہ علیہ اور خاندانِ نور کے احوال)

قسط:۳

مولانا محمد طلحہ رحمانی

حضرت ناظم صاحبؒ کو اللہ نے پانچ فرزندوں سے نوازا، پانچوں جید و باصلاحیت عالم دین ہیں۔

آپ کے پہلے بیٹے مولانا امین اشرف مدظلہ ہیں، جامعہ دارالعلوم کراچی کے فاضل ہیں، عرصے سے مدینہ منورہ میں مقیم سعودی حکومت کے ادارہ محکمہ قضاء یعنی عدالت میں ذمہ داریاں انجام دیتے رہے ہیں، اعلیٰ علمی صلاحیتوں کے حامل مولانا موصوف اکابر کے مزاج شناس اور خاندانی روایات سے ہم آہنگ ہیں، اپنے اسلاف کی مانند آپ کے دونوں صاحبزادگان اپنے بڑوں کے لگائے ہوئے گلشن جامعہ دارالعلوم کراچی سے فیض یاب ہو کر خدمت علمی میں مصروف ہیں۔

خانوادۂ نور و عثمانی فیوضات کے امین، جامعہ دارالعلوم کے ہردلعزیز، باکمال منتظم، معتمد اکابر، محبوب طلبہ، راقم کے انتہائی مشفق محترم برادرم مولانا رشید اشرف سیفی رحمہ اللہ حضرت ناظم صاحبؒ کے ترتیب کے اعتبار سے دوسرے قابل فخر فرزند تھے، زیر نظر مضمون مولاناؒ کے خاندان اور ان کی شخصیت پہ ہی رقم کر رہا ہوں۔ آگے اجمالاً مزید ان کے احوال لکھنے کی کوشش کروں گا۔

تیسرے فرزند مولانا قاسم اشرف مدظلہ ہیں، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن سے فارغ التحصیل ہیں، پختہ علمی اوصاف سے مزین مولانا قاسم اشرف عرصے سے جامعہ اسلامیہ اسلام آباد سے منسلک ہیں۔ آپ کے ایک صاحبزادہ ماشاء اللہ جید عالم ہیں اور اسلام آباد میں ہی ایک دینی ادارہ میں تدریس میں مصروف ہیں۔

ناظم صاحبؒ کے چوتھے صاحبزادہ مولانا نعیم اشرف زیدمجدہ ہیں، آپ بھی گلشن بنوری جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے فارغ التحصیل ہیں، چند برس اپنے مادر علمی میں تدریس کی ذمہ داریاں انجام دیتے رہے، پھر سالوں علم حدیث پہ جامعہ دارالعلوم کراچی کے زیر اہتمام تاریخی موسوعۃ المدونۃ الجامعہ (انسائیکلوپیڈیا) کی خدمت کا حصہ بننے کا شرف حاصل ہوا، کئی جلدوں میں آنے والی اس شاہکار علمی ذخیرہ کی طباعت کا آغاز ہو چکا ہے، محترم مولانا نعیم اشرف اس کے ساتھ دارالعلوم کراچی میں تدریس کی ذمہ داریوں سے بھی منسلک ہیں۔ آپ کے تین فرزندوں میں سب سے بڑے درس نظامی سے فارغ ہو کر تخصص فی الفقہ (اسپیشلائزیشن فقہ وافتاء) بھی کر رہے ہیں۔ باقی دو بیٹے زیر تعلیم ہیں۔

حضرت ناظم صاحبؒ کے پانچویں اور سب سے چھوٹے فرزند مولانا فہیم اشرف ہیں، تعلیمی مراحل عظیم مادر علمی جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں مفتی اعظم پاکستان مفتی ولی حسن ٹونکی، مولانا محمد ادریس میرٹھی اور امام اہل سنت مفتی احمد الرحمٰن رحمہم اللہ جیسے اساطین علم سے کسب فیض حاصل کر کے تکمیل کی سعادت اپنے نام کی، اپنے والد ماجدؒ کے قائم کردہ ''ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ'' کی ذمہ داریوں کو اس کے اصل مقاصد کے تحت احناف کی تاریخی کتب کی اشاعت میں جو خدمات انجام دی ہیں وہ مفصل تحریر کی متقاضی ہیں، اس ادارہ کے تحت کلام الٰہی کے نسخوں کی اشاعت کا شرف الگ باعث سعادت ہونے کے ساتھ ساتھ طالبین علم کے لیے ذخیرہ علم تک رسائی کا ذریعہ بننے کا اعزاز بھی اس ادارہ کا امتیاز رہا ہے۔ بھائی فہیم اشرف سے راقم کی قربت ان برادران میں مولانا رشید اشرف کے بعد زیادہ رہی ہے، علمی رسوخ و علم دوست فکروں کے حامل بھائی فہیم میں اللہ نے ان کے نام کی تاثیر بھی خوب رکھی ہے، علمی فہم وفراست اور ادراک کے حامل موصوف کی ایک اضافی سعادت اپنی عظمتوں و نسبتوں والی والدہ ماجدہ حفظہا اللہ کی گزشتہ کئی سالوں سے انتہائی عقیدت سے خدمت کرنے کی رہی ہے۔ والدین کی خدمت تمام فرمانبردار اولاد کرتی ہے، خصوصاً علم و عمل کی دنیا سے وابستہ افراد میں تو ایک دوسرے سے بڑھ کر کرنے کی روایتی مثالیں ہمارے سامنے ہیں، اس میں بعض ایسے خوش بخت ہوتے ہیں جن کے

پاس رہنے سے خود والدین کو زیادہ راحت کا احساس ہوتا ہے،اس صد آفرین احساس کا بہت وافر حصہ اس نورانی وعثمانی خانوادہ میں بھائی فہیم کو حاصل ہے۔مولانا فہیم اشرف کے ایک فرزند بھی علمی سفر کا روایتی اسلوب مکمل کر کے اپنے والد، داداؒ اور ذی شرف خاندان کی نیابت میں مصروف ہیں،اس فرزند کی نسبت صہری استاذ المحدثین میرے مخدوم ومربی حضرت مولانا شیخ سلیم اللہ خان نوراللہ مرقدہ کی نواسی سے ہے،مولانا فہیم اشرف اپنے ادارہ کی ذمہ داریوں کے ساتھ دارالعلوم کراچی کی شاخ جامع مسجد بیت المکرّم گلشن اقبال کراچی میں تدریسی خدمت سے بھی منسلک ہیں۔

جامعہ دارالعلوم کراچی کے لیے حضرت ناظم صاحبؒ کی اساسی وکلیدی خدمات سے بعض اصحاب علم خوب واقفیت رکھتے ہیں،آپ کی علمی و انتظامی عملی و روحانی خدمات کا تذکرہ آپ کی حیات وسوانح پہ مرتب مجموعہ ''متاع نور'' کے نام سے موجود ہے،تاریخی شاہکار ''متاع نور'' کی کاوش آپ کے جلیل القدر خلف الرشید میرے ممدوح ومحترم برادر عزیز، ہر دلعزیز حضرت مولانا رشید اشرف سیفیؒ کی ہے۔

خانوادہ نور احمدؒ کا اجمالی تذکرہ راقم نے کیا، تفصیلی احوال پڑھنے کی خواہش رکھنے والے باذوق احباب متاع نور سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

نسبت کا قرض:

آج مولانا سیفیؒ کی نماز جنازہ میں سیکڑوں علماء کرام ومشائخ عظام،صلحاء واتقیاء وہزاروں آپ کے روحانی فرزندان سمیت مختلف طبقوں سے تعلق رکھنے والے بے شمار حضرات نے شرکت کی۔

ہمارے مخدوم محترم مولانا سیفیؒ کو آپ کے عظمتوں والے والدؒ اور آپ کے نانا عظیم علمی وروحانی ہستی مفتی اعظمؒ سمیت دیگر اولیاء اللہ و اعزہ واقارب کے پہلو میں آپ کے فرزندوں مولانا طیب رشید اشرف اور محمد طاہر رشید اشرف سلمہما نے قبر میں اتار کر سپرد خاک کیا۔

ممدوح محترم مولانا سیفیؒ کی نماز جنازہ و تدفین سے واپسی پہ ان کے خاندان اور ان کی اپنی شخصی جہد مسلسل سے عبارت باکمال حیات کے کئی قابل رشک پہلو دماغ میں گردش کرنے لگے۔

اللہ تعالیٰ نے مولانا سیفیؒ جیسے اپنے برگزیدہ بندہ کو دنیا میں اپنے دین کے جس کام کی نسبت سے ممتاز بنایا تھا اسی طرح اختتام زیست کا ظاہری اخروی سفر بھی قابل آفریں بنایا۔اپنے انتقال سے چندروز قبل سفر عمرہ کی سعادت حاصل کر کے تشریف لائے تھے،دو برس قبل جب آپ پہ پہلا فالج کا حملہ ہوا تھا،اس کے بعد آپ کا یہ پہلا سفر تھا،جسمانی معذوری کے باوجود آپ نے اپنی مضبوط قوت مدافعت سے ویل چیئر پہ اپنے امور کی انجام دہی شروع کر دی تھی،اسی حالت میں راقم سے آخری ملاقات بھی ملتان میں ہوئی تھی۔اس کا اجمالی تذکرہ اگلی سطور میں کروں گا۔سردست یہاں آپ کے برادر کلاں کے ذکر سے مناسب معلوم ہوا،کیونکہ کل رات مولانا سیفیؒ کی قبر کی تیاری کے موقع پہ مولانا امین اشرف زیدمجدہ نے بتایا کہ میرے یہاں اس بار کئی روز قیام رہا،اپنے برادر صغیر کی فرقت پہ افسردگی کے عالم میں ان کی کئی یادگار باتوں کا بھی ذکر فرمایا،زندگی کے گزرتے اوقات میں کئی اسفار ہر ایک کو درپیش رہتے ہیں،لیکن زیارت حرمین کے روحانی تازگی ونورانی ماحول سے پُر اسفار ہر صاحب ایمان کے لیے یادگار ہوتے ہیں،یہ عنوان ایک مستقل موضوع ہے،اور اگر ایسا سفر زندگی کا آخری دنیاوی سفر ہو تو اس کی خیر و برکات اور سعادت مندی قبولیت الی اللہ کا ایک خوشگوار تاثر ضرور قائم کرتا ہے،مولانا سیفیؒ مرض الموت سے صرف چار روز قبل ہی سفر عمرہ سے واپس تشریف لا کر ابدی سفر پہ روانہ ہوئے تو ایسا محسوس ہوا جیسے آپ تیاری کر کے اپنے رب سے بہت کچھ مانگ کر آئے ہوں۔ان کے خادم خاص مولانا جمال الدین نے بتایا کہ:''حضرتؒ سفر سے جب واپس تشریف لائے تو ظاہری طور پر صحت پہلے سے بہت بہتر محسوس ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے مفوضہ امور کی انجام دہی میں مزید سرعت بھی فرما رہے تھے،اور جان لیوا آخری مرض کے حملہ والے دن کی حالت تو بہت ہی زیادہ اچھی تھی،طبعی بشاشت میں بعض ایسے واقعات بھی تفصیل سے سنائے جو اس سے قبل کبھی بھی ہم نے نہیں سنے تھے۔''

مولانا سیفیؒ سے تعلق:

اسّی کی دہائی میں اپنے شعور کی بیداری کے وقت سے حضرت ناظم صاحبؒ کے گھرانے کے افراد سے واقفیت بلکہ خاندانی قرابتیں موجود تھیں،اس وقت یہ تو اندازہ نہیں تھا کہ ہمارے آباء کا تعلق کب سے چلا آرہا ہے،لیکن وقت کے ساتھ ساتھ دونوں گھرانوں کے میل ملاپ اکثر دیکھنے اور باہمی احوال کا تذکرہ آتا رہتا تھا، خواتین میں خصوصاً نسبتوں سعادتوں والی اہلیہ

محترمہ ناظم صاحب مدظلہا اور آپ کی بہنوں والی صاحبزادی اہلیہ مولانا محمد انور بدخشانی رحمہا اللہ کے ہماری والدہ ماجدہؒ سے قریبی مراسم کی وجہ سے ایک قربت کا احساس ہمارے گھرانے میں بہت قوی تھا، وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس خاندان کے ساتھ دینی نسبت کے تعلق کا ادراک گہرا ہوتا گیا۔ خاندان نور احمد کا گھر ہمارے یہاں بنوری ٹاؤن کے قریب لسبیلہ کے علاقہ میں تھا اور غمی خوشی کے لمحات میں یکجا ہونے کے ساتھ اکثر دونوں گھرانوں میں آنے جانے سے گہرے رشتوں کے نقوش راقم کے لڑکپن سے دماغ میں موجود تھے۔ اس گھر کے دوسرے بڑے فرزند مولانا رشید اشرف سیفیؒ کو معروف پروگراموں میں ہی راقم نے دیکھا تھا اس کی وجہ ان کی رہائش قدرے دور کورنگی کے دارالعلوم کراچی میں ہونا تھی۔ اب وقت کی تیز رفتار سواری سے جب راستے سمٹ سے گئے ہیں تو کورنگی کا علاقہ بھی قریب ہی شمار ہوتا ہے۔ ۱۹۹۱ء کے آخر میں راقم جامعہ یوسفیہ بنوریہ شرف آباد میں زیر تعلیم ہونے کی وجہ سے وفاق المدارس کے زیر اہتمام جامعہ امام ابوحنیفہ آدم جی نگر کے سینٹر میں درجہ سادسہ کے امتحان میں شریک تھا، اس امتحانی سینٹر کے نگران اعلیٰ ہمارے محبوب محترم مولانا رشید سیفیؒ تھے۔ ہمارے ہم مکتب اکثر طلبہ میں مولانا سیفیؒ کی انتظامی سخت مزاجی کا شہرہ تھا، ایک طرف امتحان کا فطری بوجھ اور دوسرا نگران عملہ کی سختی کا عنصر ہونے سے جو ذہنی حالت تھی اس کا اندازہ ہر طالب علم بخوبی لگا سکتا ہے، لیکن حیران کن طور پر جتنی زیادہ سخت مزاجی کا گمان تھا وہ پہلے پرچہ کے بعد سے کم ہونا شروع ہوکر آخری پرچہ تک تقریبا مکمل زائل ہو چکا تھا۔ مجھے آج بھی اچھی طرح یاد ہے کہ مولاناؒ غیر محسوس طریقہ سے اپنی شفیقانہ نظر سے ہمہ وقت نظر میں رکھے ہوئے تھے، ایک آدھ بار سوال کی ترتیب کو سمجھنے کے لیے دوسرے معاون نگران کے سامنے کھڑا ہوا تو فوراً موصوف نگران سے پہلے مولاناؒ خود راقم کے پاس آ گئے اور انتہائی مشفقانہ و مربیانہ انداز میں پوچھے گئے سوال کی وضاحت فرمائی تو راقم کے دماغ میں ان کے بارے میں چھائی ہوئی سخت مزاجی کافور ہوگئی، ماضی کے ان ایام کے دریچوں میں جھانکتا ہوں تو مولاناؒ کی خاندانی فراست اور علمی بصیرت کا بہت خوشنما احساس روح کو سرشار کر دیتا ہے، ان کی دور اندیش فکر کی وسعت نے راقم کے طالب علمانہ ذہن میں اپنا انتظامی ایسا تاثر بیدار کیا جو آج راقم کے لیے ایک سرمایہ کی مانند ہے۔ ان کی زیر نگرانی امتحانی ایام گزارنے سے اپنے دل کی بات کرنے سے جو ہچکچاہٹ دامن گیر تھی وہ بھی اب دور ہو چکی تھی، اور آخری پرچے والے دن جب اپنی جوابی کاپی جمع کرانے کے لیے گیا تو انتہائی محبوبانہ بڑے پن سے وہاں نگران عملہ کے لیے لائی گئی چائے جو خود نوش فرما رہے تھے راقم کو دینے کے ساتھ ہی بالکل ایک الگ قسم کے خاندانی مزاج کا رنگ دیکھا، گھر کے اکثر افراد کا فرداً فرداً احوال دریافت کرنے کے ساتھ والدہ ماجدہؒ کی خدمت میں سلام پیش کرنے کا بھی فرمایا۔

ان کے زیر سایہ ان چھ دنوں کے بعد وقتاً فوقتاً ملاقات ہوتی تو بہت ہی متواضعانہ (جو کہ حقیقتاً بڑے پن کی علامت) انداز سے ملتے تو بے تکلفی سے راقم ہر بات کی بابت تشفی کے ساتھ بہت کچھ سیکھ جاتا، ان سے سیکھنے کا یہ عمل سالوں جاری رہا، چند سالوں بعد راقم بھی وفاق المدارس کے نظام امتحان و مسئولیت سے منسلک ہوا تو ہماری ملاقاتیں اکثر اجلاسوں، مشاورتوں اور میٹنگز میں ہوتیں، بعض مرتبہ ان کی رائے کے خلاف ہونے کے باوجود ان کی طرف سے راقم کے ساتھ مراسم و تعلق میں معمولی بھی کمی نہیں آئی، بلکہ بعض مرتبہ راقم انتہائی حساس حد تک الگ رائے پر ہونے کی وجہ سے ذہناً قدرے دور بھی ہوا تو ایسی صورتحال میں ان کا جو بڑا پن دیکھا اس نے ان کا گرویدہ بنا دیا۔ اور ایسا گزشتہ بارہ پندرہ سالوں میں کئی مواقع پر ہوا، اور ہر دفعہ ان کی شفقت کی شدت نے گہرے اثرات مرتب کیے، چند برس قبل راقم ایک جان لیوا حملہ کی وجہ سے نیم مردہ کیفیات میں کافی عرصہ صاحب فراش رہا تو ہوش میں آنے کے بعد ہسپتال اور گھر میں بھی تشریف لاتے رہے، اور مسلسل فون پہ جس محبت والفت سے خیریت دریافت کرتے تو طبیعت پر بشاشت کا خوشگوار احساس ہوتا۔ مولانا سیفیؒ سے گزشتہ بارہ پندرہ برسوں میں راقم کا تعلق ان کے گھرانے کے دیگر افراد و برادران سے بہت زیادہ ہو گیا تھا، جو ان کی زندگی کے آخری ایام تک گہرے سے گہرا ہوتا رہا، مولاناؒ علمی و عملی دینی کام کر کے دنیا سے باسعادت اپنے رب کے یہاں چلے گئے، اور اپنے بے ضرر کردار اور کارناموں کی یادیں چھوڑ گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی تمام خدمات کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازتے ہوئے اپنی شان کے مطابق درجات بلند فرمائے۔ آمین۔

(جاری ہے)

نزولِ عیسیٰ علیہ السلام اور مرزائی عقیدہ!

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کی تحقیقاتی عدالت میں مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ کا تحریری بیان

قسط:۵

عقل سلیم اور نقل صحیح:

اگر چہ یہ بات اپنی جگہ مسلّم ہے کہ دین کی کوئی حقیقت اور اسلام کا کوئی مسئلہ عقل کے خلاف نہیں ہے اور نہ ہوسکتا ہے۔لیکن یہاں دوطرفہ ایک شرط کی ضرورت ہے۔نقل کے لئے ضروری ہے کہ وہ صحیح ہو۔قرآن پاک کی آیت ہو یا آئمہ جرح وتعدیل اور آئمہ حدیث کی توثیق وتصدیق سے ثابت ہو کہ یہ آنحضرت ﷺ کا فرمودہ ہے۔اسی طرح آیت اور حدیث کے مفہوم کے بارہ میں یہ ثابت ہو کہ تابعین،صحابہ ؓ نے یہی مفہوم بیان کیا جو وہ آنحضرت ﷺ سے ہی حاصل کر سکتے ہیں۔بس نقل کے لئے تو یہ لازم ہے اور عقل کے لئے یہ شرط ہے کہ عقل سلیم ہو۔ایسی نقل صحیح اور عقل سلیم میں تو اختلاف ناممکن ہے۔لیکن اگر ایک طرف کوئی بے سند قول یا ضعیف روایت یا ضعیف قول پیش کر کے اس کو آنحضرت ﷺ یا صحابی کی طرف منسوب کیا جائے تو ضروری نہیں کہ یہ عقل سلیم کے موافق ہو۔بلکہ ایسی بات نقل صحیح کے بھی مزاحم ہوگی۔دوسری طرف ہرایرا غیرا نتھو خیرا کہے کہ میری عقل ہی سلیم ہے۔میں اپنی عقل کے خلاف کوئی نقل نہیں مانوں گا۔اس سے بڑا احمق کون ہے۔جب خود اسی قسم کے دوسرے بیسیوں عقلاء اس کے خلاف کہتے ہوں تو اب ان میں سے کس کی عقل کو عقل سلیم کہا جائے گا۔آج حالت یہ ہے کہ نئے فلسفہ نے پرانے فلسفے کے نظریات کو باطل قرار دے دیا۔خیر کل کے عقلاء اور فلاسفروں کو ناز تھا اور نت نئے نئے نظریے قائم ہوتے ہیں جو پرانے نظریوں کی تردید کرتے ہیں۔بہرحال اللہ تعالیٰ نے ہزاروں ایسے بندے پیدا فرمائے ہیں جن کو سلامت عقل اور اعتدال مزاج عطاء فرمایا ہے۔ان کو اسلام کا کوئی حکم عقل کے خلاف نظر نہیں آتا۔عقل کا آخری درجہ مشاہدہ ہوتا ہے۔

نقل کا اعتماد:

مشاہدہ کے خلاف کوئی چیز ماننے کے قابل نہیں ہوتی۔لیکن اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں جو خدا اور رسول کے فرمان کے مقابلہ میں اپنے مشاہدہ کی بھی تردید کرتے ہیں۔اس میں راز یہ ہے کہ نقل کی انتہاء پیغمبر علیہ السلام پر ہوتی ہے اور ان کا فرمانا مشاہدہ پر مبنی ہوتا ہے۔مشاہدہ بھی ایسا کہ اس میں غلطی کا امکان ہی نہیں ہوتا۔

پیغمبر کے اصحاب ان حالات کا چشم خود ملاحظہ کرتے ہیں جو پیغمبر کو ان کے سامنے نزول وحی،کلام ملائکہ،صدور معجزات،نصرت غیبی وغیرہ کے پیش آتے رہے ہیں اور پیغمبر کی صحبت اور قرب کی وجہ سے ان کے قلوب کی کیفیات اور ایمانی ویقینی حالات عام انسانوں سے مختلف ہوتے ہیں۔اسی وجہ سے وہ اپنی نظر اور مشاہدہ کی غلطی کا امکان مانتے ہیں۔جس طرح ریل کا مسافر زمین کو چلتے دیکھتا ہے لیکن وہ نبی کے فرمودہ میں کسی قسم کا شک نہیں کر سکتے اور نبی کا فرمان یقیناً مشاہدہ پر مبنی ہوتا ہے۔وہ زندہ خدا سے پاتا اور حقائق اشیاء کو اپنی چشم بصیرت سے دیکھتا۔اپنے مشاہدہ پر یقین رکھتا اور اسی یقین کی روشنی میں چلتا اور اسی کی طرف بندگان خدا کو دعوت دیتا ہے۔اگر پیغمبر کی اس رسولانہ شان اور خدا سے لے کر بندوں تک پہنچانے کا عجیب وغریب پنہاں در پنہاں کاروبار کو نہ مانا جائے تو دین وایمان کی عمارت کی بنیاد ہی ختم ہو جاتی ہے اور اگر اس ابتدائی ضرورت اور ابتدائی مرحلہ کو مان لیا جائے تو پھر پیغمبر کی ہر بات ماننی پڑے گی اور اگر یقیناً ثابت ہو کہ پیغمبر کا منشاء یہی ہے تو بس وہی بات حقیقت اور عقل سلیم کا مقتضا بھی ہے۔یہی وجہ ہے کہ جب معراج شریف کا چرچا ہوا۔ابوجہل وغیرہ نے کہا کہ اب محمد (رسول اللہ ﷺ) کے صحابہ کو گمراہ کرنے کا خوب موقعہ ملے گا۔انہوں نے حضرت ابوبکرؓ سے پوچھا کہ کیا کوئی شخص ایک رات میں مکہ بیت المقدس اور آسمانوں کو ہو آ جاسکتا ہے۔انہوں نے فرمایا نہیں۔وہ بولے تیرا ساتھی تو آج یہ کہہ رہا ہے۔حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ انہوں نے یہ فرمایا ہے۔کہا:ہاں!تو فرمایا پھر حق ہے ضرور ہو آئے ہیں۔وہ اس سے زیادہ کا دعویٰ کرتے ہم وہ بھی تسلیم کرتے ہیں۔اس دن سے

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام صدیق پڑ گیا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ کروڑوں عقلاء وحکماء کی عقول کے آپس میں ٹکرانے کی وجہ سے یہ فیصلہ کرنا مشکل پڑ جاتا ہے کہ کس کی عقل عقل سلیم ہے۔ لیکن اگر نقل صحیح ہاتھ آجائے تو یہ مان لینا کہ یہی عقل سلیم کا بھی فتویٰ ہے۔ بہت آسان ہے۔ لیکن عقل پر گھمنڈ کرنے اور تہذیب نفس نہ ہونے کی وجہ سے اکثر افراد انبیاء علیہم السلام کے فیض سے محروم ہو کر ابدی نجات سے محروم ہو جاتے ہیں۔ افلاطون کا یونان میں چرچا تھا۔ وہ خواص الاشیاء اور نبض وغیرہ کے کمال کی وجہ سے اپنے پڑوس میں حضرت عیسیٰ کی مسیحائی کے تسلیم تک سے محروم رہا۔ حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات زیادہ تر افلاطون کے فن حکمت سے ملتے جلتے تھے۔ وہ اپنے فن کے غرور سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملا تک نہیں۔ آج بھی جو لوگ علوم حاصل کرتے ہیں۔ دنیوی علوم کے کمال کا کیا کہنا وہ تو علوم انبیاء کو خاطر ہی میں نہیں لاتے۔ جو لوگ دینی علوم بھی بغیر کسی روحانی درسگاہ اور ایسے ذرائع کے حاصل کرتے ہیں جو مشکوٰۃ نبوت کے نور سے منور نہ ہوں۔ وہ بھی نقل میں اپنی عقل کو دخل دے کر دین کو ایک معجون مرکب بنانا چاہتے ہیں۔

عامۃ المسلمین کا عقیدہ:

چونکہ عامۃ المسلمین کا عقیدہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ مبارک سے آج تک یہی چلا آرہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور قرب قیامت میں نازل ہوں گے۔ دجال کو قتل کریں گے۔ چالیس سال دنیا میں رہیں گے۔ اس وقت تمام دنیا میں اسلام پھیل جائے گا۔ یہود ونصرانی بھی ان کو مانیں گے۔ وہ آنحضرت ﷺ کی شریعت کے تابع ہوں گے۔ اس شریعت کو چلائیں گے۔ وہ اپنے طرف سے اصالۃً اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی طرف سے نیابۃً حسب آیت میثاق: ''لتؤمنن به ولتنصرنه (آل عمران:۸۱)'' آنحضرت ﷺ پر ایمان لائیں گے اور آپ کی امت کی مدد فرمائیں گے۔ آخر کار وفات ہو کر مدینہ شریف میں آپ ﷺ کے پہلو میں دفن ہوں گے۔ اپنی زندگی میں حج فرمائیں گے۔ شادی کریں گے۔ دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے فلسفہ قدیم وجدید کی آڑ لے کر مسیح کی طولانی حیات، آسمانی زندگی اور احیاء موتی کے معجزے کے خلاف جی بھر کر انگریزی خوانوں کو اکسانے اور علماء امت کو مشرک، یہودی صفت ثابت کرنے کی کوشش کی۔ جن کو انگریزی سرکار نے ۱۸۵۷ء کے بعد سے ہی بدنام کرنے کی کوشش کر رکھی تھی۔ دونوں بات انگریزی خوانوں کو اپیل کرتی تھیں۔ مرزا قادیانی نے حیات ووفات مسیح کے مسئلہ کو ایسا گرمایا کہ ملک بھر میں عیسیٰ علیہ السلام کی موت ثابت کرنے سے عیسائی مذہب کی موت ہے اور مراد یہ تھی کہ ان کی موت ثابت کر کے خود مسیح بننا آسان ہو جاتا ہے۔

مرزا قادیانی یہود ونصاریٰ کے قدم پر:

کہا تو یہ جاتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی موت ثابت کرنے سے عیسائی مذہب ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن جس طرح مرزا قادیانی اور اس کی امت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت ثابت کرتی ہے اس سے نصاریٰ اور یہود دونوں کے نظریوں کی تائید ہوتی ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ یہودیوں کا عقیدہ یہ ہے۔

یہودی عقیدہ:

کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہم نے ایک مکان میں گرفتار کر لیا۔ اس کی مشکیں باندھیں۔ اس کو سولی پر چڑھایا اور پھر قتل کر دیا۔

نصاریٰ کا عقیدہ:

نصاریٰ کا عقیدہ یہ ہے کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گرفتار کیا۔ ان کو سولی پر چڑھایا اور تمام تکلیفیں دے کر ان کو قتل کر دیا۔ اس طرح عیسیٰ علیہ السلام اپنی امت کے لئے سولی پر چڑھ کر کفارہ ہو گئے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تین دن کے بعد قبر سے جی اٹھا اور اپنے شاگردوں کے سامنے آسمان پر چلا گیا۔

مسلمانوں کا عقیدہ:

یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑ رہے تھے۔ ان کی تدبیر تھی کہ ایک شاگرد کی جاسوسی سے اس کو گرفتار کر کے سولی دے دیں اور قتل کر دیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ تدبیر فرمائی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جو شاگرد جاسوسی کر رہا تھا اس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صورت پر کر دیا اور مکان کی ایک کھڑکی سے جبرائیل علیہ السلام عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھا کر آسمان پر لے گئے۔ یہودیوں نے مکان میں کسی اور کو نہ پا کر اور شاگرد کو ہی عیسیٰ علیہ السلام سمجھ کر اس کو سولی دے دی اور قتل کر ڈالا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری تو بھاگ گئے تھے اور کوئی عیسائی موجود ہی نہ تھے۔ اس لئے ان کا تو سارا عقیدہ اور نظریہ ظن وتخمین اور سنی سنائی باتوں پر قائم ہے۔ یہودی اگرچہ ایک تعداد میں موجود تھے۔ لیکن مکان میں صرف ایک آدمی کی موجودگی اور اس کے چیخنے چلانے کہ میں عیسیٰ نہیں ہوں۔ یہودی بھی بڑے ڈانواں ڈول ہوئے۔ بہرحال انہوں نے اسی ہم شکل کو صلیب دے دی اور اعلان کر دیا کہ ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر ڈالا۔

(جاری ہے)

تھالی کا بینگن

قصہ ایک جھوٹے مدعی نبوت کا

قسط:۱۳

الحاج اشتیاق احمد مرحوم

قرآن مجید میں تحریف:

مرزا قادیانی کے یوں تو سب ہی کارنامے کالے ہیں، لیکن اب ہم جن باتوں کا ذکر کریں گے، وہ دل تھام لینے والی باتیں ہیں۔

مرزا نے قرآن مجید میں تحریف بھی کی۔ مطلب یہ کہ اپنی کتابوں میں آیات کچھ کی کچھ لکھ ڈالیں۔ اس موضوع پر ایک الگ کتاب لکھی جاسکتی ہے، لیکن یہاں اتنی گنجائش نہیں، لہٰذا یہاں اس تحریف کا مختصر حال بیان کیا جاتا ہے۔

آپ یہ بات جانتے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں تحریف کرنے والے کو ملعون، سنگ دل، دنیا میں رسوائی اور آخرت میں عذاب عظیم کا حق دار قرار دیا ہے، ایسے یہودی فطرت لوگ مکمل طور پر کافر ہیں۔

مرزا قادیانی نے اپنی کتابوں میں قرآن کی ان آیات میں تحریف کی:

۱:... سورۂ حج پارہ:۱۷، رکوع:۷، آیت:۵۲۔

۲:... سورۂ توبہ پارہ:۱۰، رکوع:۵، آیت:۴۱،۴۳۔

۳:... سورۂ رحمٰن پارہ:۲۷، آیت:۲۵۔

۴:... سورۂ حجرات پارہ:۲۶، آیت:۱۴۔

۵:... سورۂ انفال پارہ:۹، رکوع:۴۔

۶:... سورۂ انبیاء پارہ:۱۷، آیت:۱۲ تا ۲۵۔

مرزا کی کتابوں میں تحریفات ہر جگہ موجود ہیں، یہ چیزیں اخبارات تک میں آچکی ہیں، چند کتب کے نام درج ہیں جن میں آیت لکھتے وقت ردوبدل کیا گیا ہے:

"ازالۂ اوہام، آئینہ کمالاتِ اسلام، اسلام اور عیسائیوں میں مباحثہ یا جنگِ مقدس براہین احمدیہ چہارم، حقیقت الوحی، دافع الوساوس۔"

الفاظ کے ردوبدل کے علاوہ مرزا نے معنوی تحریف بھی کی، یعنی معانی بدل ڈالے، علماء کرام نے ان تحریفات کی نشان دہی کردی ہے، اختصار کے پیشِ نظر ہم نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ (جاری ہے)

مولانا قاری حبیب اللہ ارشد بہلویؒ کا انتقال...... مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

قدوۃ السالکین، رأس الاتقیاء حضرت مولانا عبدالحئی بہلوی نقشبندیؒ کے منجھلے صاحبزادے مولانا قاری حبیب اللہ بہلویؒ بھی انتقال فرماگئے۔ ہمارے حضرت مولانا عبدالحئی بہلویؒ سیدی و مرشدی حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ کے فرزند ارجمند تصوف وتزکیہ میں حضرت والا کے جانشین تھے۔ حضرت بہلویؒ کی وفات کے بعد حضرت مولانا عبدالحئی بہلویؒ نے حضرت والا کا مدرسہ، خانقاہ اپنے چھوٹے بھائی مولانا صاحبزادہ عزیز احمد بہلوی مدظلہ کے سپرد فرماکر خود ریلوے لائن کے پار زمین خرید کر کے جامعہ بہلویہ کے نام سے مدرسہ اور خانقاہ بہلویہ قائم کی تاکہ بھائیوں میں کوئی رسہ کشی نہ ہو۔ حضرت مولانا عبدالحئیؒ نے وفات سے قبل خانقاہ کا نظم اپنے بڑے فرزند ارجمند مولانا عبیداللہ ازہرؒ کے سپرد فرمادیا اور مدرسہ منجھلے صاحبزادہ قاری حبیب اللہ ارشد کے سپرد فرمادیا۔ جامعہ بہلویہ میں حضرت ثانی بہلویؒ کی وفات کے بعد حضرت ثانیؒ کے فرزند اکبر حضرت مولانا عبیداللہ ازہرؒ نے اپنے والد محترم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے خانقاہ اور مدرسہ ملتان شفٹ کرلئے تاکہ بھائیوں میں کوئی اختلاف وانتشار نہ ہو، حضرت مولانا عبیداللہ ازہرؒ چند ماہ ہوئے وفات پاگئے، قاری حبیب اللہ ارشد جو شوگر، گردوں کے مریض چلے آرہے تھے۔ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ مرحوم نیک سیرت اور کم گو انسان تھے۔ نامساعد حالات کے باوجود حضرت ثانی بہلوی (مولانا عبدالحئی) کے مرکز کو سنبھالے رکھا۔ اگرچہ شجاع آباد کے دیگر کئی اداروں کی طرح جامعہ بہلویہ حفظ وناظرہ کی تعلیم تک محدود ہوگیا۔ جس میں قاری حبیب اللہ ارشد خود بھی تعلیم وتدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے، نیز حضرت ثانیؒ کے عملیات میں مجربات سے عوام وخواص کو فائدہ پہنچاتے رہے اور روحانی امراض کے کئی ایک مریض ان کے دم درود سے شفایاب ہوئے۔ ایک عرصہ سے شوگر کے مریض چلے آرہے تھے اور شوگر نے انہیں بہت کمزور کردیا تھا۔ علاج معالجہ کے باوجود اپنے وقت موعود (۴ مارچ ۲۰۱۹ء) اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوگئے۔ حضرت ثانی بہلویؒ کی اولاد میں سے قاری شفیق الرحمن سلمہ، ایک صالح نوجوان ہیں۔ موصوف بھی لوگوں کے روحانی امراض کا علاج کرتے ہیں۔ اللہ پاک انہیں صحت وسلامتی والی عمر دراز نصیب فرمائیں موصوف کی نماز جنازہ قاری محمد بلال کی امامت میں ادا کی گئی اور انہیں والدین کے پہلو میں سپرد خاک کیا گیا۔

"شاہین ختم نبوت" کی مانسہرہ آمد

عبدالباسط

حضرت اقدس حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ العالی کی سالانہ جماعتی مصروفیات اور عالمی مجلس کے پروگراموں اور کانفرنسوں میں حضرت کی آمد کی تواریخ کو شہروں اور قصبوں کے ناموں کے ساتھ جب کبھی حاشیہ بند کیا گیا تو کبھی نہیں ہوا کہ حضرت کی سالانہ ڈائری کے ورق مانسہرہ کے نام سے نا آشنا رہے ہوں، عشروں سے یہ ریت رہی کہ اکابرین عالمی مجلس تسلسل کے ساتھ مانسہرہ کی سرزمین میں رونق افزائی فرماتے رہے۔ اور اگر یہ کہا جائے تو یقیناً مبالغہ نہیں ہوگا کہ مانسہرہ میں بسی تین نسلیں حضرت شاہین ختم نبوت کی تربیت یافتہ، حضرت کے بیانات سنتے اور ختم نبوت کے اجتماعات میں شرکت کرتے ہوئے جوان ہوئی ہیں۔ ختم نبوت کی کانفرنسوں کی تاریخ کا تعین اور حضرت کی مانسہرہ آمد کا اعلان ہوتے ہی موسموں پر بہار آجاتی، ہر آنکھ حضرت کی آمد کی منتظر رہتی، مگر اب کی بار عجیب واقعہ ہوا، وہ جو حضرت کی آمد کا منتظر رہتا تھا، وہ جو حضرت کی ڈائری میں مانسہرہ کیلئے تاریخ لینے میں کبھی دیر نہیں کرتا تھا، وہ جس نے ختم نبوت کے کام کو اس شہر میں منظم کرتے ہوئے نوجوانوں کی ایک ایسی جماعت کھڑی کی جو ہر لحہ عالمی مجلس کی ایک آواز پر تحریک کیلئے تیار رہتی تھی۔ آج حضرت شاہین ختم نبوت کی آنکھیں اُسی بھائی عبدالرؤف روفی کو تلاش کر رہی تھیں مگر وہ ہم میں موجود نہیں تھا۔ شاید وہ کچھ پہلے چلا گیا۔ بھائی عبدالرؤف نے جنوری کے پہلے عشرے میں حضرت سے مانسہرہ کیلئے موسم بہار کی آمد پر سالانہ ختم نبوت کانفرنسوں کیلئے مارچ کے آخری ہفتے کا وقت لیا۔ جماعتی دوستوں میں تحریک پیدا کی، کانفرنسوں کی تیاری کیلئے لائحہ عمل طے کیا گیا، مختلف مساجد اور قصبوں میں پروگرامز منعقد کرنے کی تیاری شروع ہوئی، اشتہارات ڈیزائن کرنے کا سوچ ہی رہے تھے کہ قضاء وقدر کے بادل برس پڑے اور اچانک ان کا وصال ہو گیا، ہر چیز بکھرتی محسوس ہونے لگی، مگر اس ذاتِ باری تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں ہوں ہمارے اکابرین عالمی مجلس پر کہ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری دامت برکاتہم اور حضرت شاہین ختم نبوت نے خود اپنے ہاتھوں سے بھائی عبدالرؤف کو قبر میں اتارنے کے بعد سب سے پہلا کام یہ کیا کہ مانسہرہ میں جماعتی نظم قائم کیا۔ بھائی عابد لغمانی کو ختم نبوت یوتھ فورس ضلع مانسہرہ کے صدر کی ذمہ داری دیتے ہوئے تمام جماعتی احباب کو ہدایات جاری کیں، اور پھر کیا تھا، ایک نئے عزم اور ایک نئے نظم کے ساتھ "بخاری کا قافلہ رواں دواں، رواں دواں" دفتر ختم نبوت کو وجود بخشا گیا، نئے اور پرانے ساتھیوں کو اکٹھا کیا گیا۔ سالانہ کانفرنسوں کے سلسلے کا پہلا جلسہ مانسہرہ کے ملحقہ گاؤں دیگراں میں بعد نماز مغرب ۲۷ مارچ بروز بدھ حضرت مولانا مفتاح الہدیٰ صاحب کی صدارت میں انہی کی مسجد میں رکھا گیا، گزشتہ سال بھی اسی گاؤں میں ختم نبوت کانفرنس سے حضرت مولانا اللہ وسایا دامت برکاتہم کا خطاب ہوا۔ دیگراں گاؤں اس حوالے سے بہت ہی کم قسمت رہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے دور میں ہی مرزائیت اس گاؤں کی اعوان اور ملک برادری میں اپنے پنجے پیوست کر چکی تھی، اسی گاؤں میں حکیم یحییٰ نامی ایک بدبخت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن رحمت چھوڑ کر مرزائیت کا طوق اپنے گلے میں ڈال چکا تھا، جس کا تذکرہ مرزائیت کی مشہور کتابیں "تریاق القلوب، ازالہ اوہام" اور "براہین احمدیہ" میں مرزا غلام احمد نے خود کیا۔ مرزائیت کو قبول کرنے والے یہی لوگ اس گاؤں کی زمین و جائیداد کے حقیقی مالک و حاکم تھے۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کس حد تک مرزائیت کی غلاظت کا تعفن اس بستی میں پھیلا ہوگا۔ ڈاکٹر سعید احمد جو حکیم یحییٰ کا بیٹا اور ہزارہ ڈویژن کا پہلا ایم بی بی ایس ڈاکٹر بنا لاہوری مرزائیوں کا صدر رہا، مرزائیوں نے اپنے رسوخ استعمال کر کے ڈاکٹر سعید احمد کو مانسہرہ ڈاڈر ہسپتال کا انچارج بنا دیا۔ یہ شخص ایک ناسور کی طرح نہ صرف مانسہرہ بلکہ پورے ہزارہ ڈویژن میں مرزائیت کا زہر پھیلانے میں اہم کردار رہا ہے۔ ڈاکٹر سعید احمد ظاہراً ایسا حلیہ بنائے رکھتا جیسے زمین پر کوئی مسیحا اتر آیا ہو، زباں پر ہر لحظہ قرآن کریم کی تلاوت رکھتا، نماز میں قیام اتنا طویل کرتا کہ لوگ گھنٹوں کھڑے اسے تکتے رہتے، مگر ایک بار جو بھی اس کے قریب ہوا اپنا ایمان گنوا بیٹھا، وقت گزرتا گیا

مرزائیت نے حلیم حجی کے پوتے اور ڈاکٹر سعید احمد کے بیٹے ڈاکٹر کریم سعید کو ہزارہ ڈویژن کے سب سے بڑے ہسپتال ایوب میڈیکل کمپلیکس میں انچارج بنانے کی ٹھانی، بہت رسوخ استعمال ہوئے مگر اہل ہزارہ نے اس بار مرزائیت کی چلنے نہیں دی اور کفر نے منہ کی کھائی۔ اب کی بار مانسہرہ ختم نبوت یوتھ فورس کے صدر بھائی عابد لغمانی اور ان کے رفقاء کشتیاں جلا کر نکلے، گاؤں کے ہر ہر دروازے کو کھٹکھٹایا، انفرادی ملاقاتیں کیں، گلیوں اور محلوں میں عشق مصطفیٰ اور غیرت ایمانی کے آلاؤ روشن کیئے، ساتھیوں کی محنت رنگ لائی اور بھر پور حاضری رہی، حضرت مولانا توصیف صاحب مبلغ عالمی مجلس حیدر آباد بھی اسی دیگراں گاؤں کے ہیں، انہوں نے پورے گاؤں کو جھنجوڑ کے رکھ دیا، کہ ساتھیو! اب کی بار منافقت نہیں چلے گی، ہم میں سے جو شخص مرزائیوں سے تعلق رکھے تمام گاؤں اس سے بائیکاٹ کا اعلان کرے گا۔ اس کانفرنس کا فوری ردعمل یہ ہوا کہ کانفرنس کے دوسرے دن پورے گاؤں کا جرگہ ہوا، جن جن اشخاص پر شک تھا کہ یہ لوگ اندرون خانہ مرزائیوں سے تعلقات رکھتے ہیں ان سے کہا گیا کہ اپنی پوزیشن واضح کریں یا نتائج کا سامنا کرنے کیلئے تیار رہیں۔ کانفرنسوں کے سلسلے کا دوسرا پروگرام بروز جمعرات ۲۸/ مارچ بعد نماز مغرب حضرت مولانا نور عالم شاہ صاحب کے ہاں دارالعلوم محمدیہ ڈھوڈیال کے مقام پر مدرسہ کے تعلیمی سال کے اختتامی سالانہ جلسہ سے علماء و طلباء کی ایک کثیر تعداد سے حضرت کا پُر مغز بیان ہوا۔ ضلع بھر سے جمعیت علماء اسلام کی ساری قیادت ہمیشہ کی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے ختم نبوت کانفرنسوں اور حضرت کے تمام پروگراموں میں اپنی بھرپور شرکت کو یقینی بنائے رہی۔ حضرت کی آمد کی فیوض و برکات کو سمیٹنے کی سعی کرتے ہوئے ختم نبوت کے پرانے ساتھی بھائی بابر خان صاحب نے اپنے قائم کیے ہوئے دسترخوان میں مولانا اللہ وسایا دامت برکاتہم کو خصوصی طور پر مدعو کیا، اس دسترخوان میں غریب و امیر کی تخصیص کیے بغیر صبح شام لنگر بلا معاوضہ جاری رہتا ہے۔ اس سے پہلے حضرت شاہین ختم نبوت نے تحفظ ختم نبوت یوتھ فورس کے ضلعی دفتر کا باقاعدہ افتتاح کیا، دفتر ختم نبوت بھائی عبدالرؤف رحمۃ اللہ علیہ کی جائے کار جس میں انہوں نے ایک طویل عرصے تک عالمی مجلس کے کام کو آگے بڑھایا کی بالائی منزل پر انہی کی یاد میں قائم کیا گیا۔ بروز جمعہ ۲۹/ مارچ کو مسجد خاتم النبیین میں حضرت مفتی مسعود الرحمٰن صاحب مدظلہ نے حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب دامت برکاتہم کے بیان سے نماز جمعہ کا آغاز کیا۔ بعد نماز جمعہ جامع مسجد ناڑی میں حضرت مولانا حفیظ الرحمٰن صاحب کی صدارت میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا، جس میں شہر بھر سے علماء کی کثیر تعداد نے حضرت کا بیان بہت دل جمعی سے سنا، بیان کے بعد حضرت بغیر رُکے پنڈی کے اجتماعات میں شرکت کے لئے روانہ ہوگئے۔ ☆☆☆

ختم نبوت کورس چناب نگر کا آغاز

ملتان...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامعہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں سالانہ ختم نبوت کورس کا آغاز گزشتہ روز شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ کے ابتدائی کلمات اور حضرت مولانا مفتی محمد احمد انور صاحب مدظلہ شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ مان کوٹ کی دعا سے ہوا۔ کورس میں ملک بھر سے ایک ہزار سے زائد علماء کرام، مدارس عربیہ کے منتہی طلبہ، عصری تعلیمی اداروں کے اسٹوڈنٹس داخلہ لے چکے ہیں۔ شرکاء کورس کو عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت وضرورت، حیات عیسیٰ علیہ السلام اور رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام، قادیانیوں کی ملک و ملت کے خلاف ریشہ دوانیوں، حجیت حدیث اور جدید فتنوں کے مقابلہ میں جدوجہد کے عنوانات پر ملک کے نامور عالم دین اور مذہبی سکالر مولانا زاہد الراشدی، مولانا عبدالقدوس خان قارن، مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی، مولانا مفتی محمد راشد مدنی رحیم یار خان، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اسحاق ساقی بہاول پور، مولانا قاضی احسان احمد کراچی، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی لاہور، مولانا قاری غلام مرتضیٰ ڈسکہ، مولانا غلام رسول دین پوری، مولانا محمد احمد مبارک پوری، مولانا محمد اکرم طوفانی سرگودھا، مولانا نور محمد ہزاروی سمیت ماہرین فن لیکچرز دیں گے۔ تمام شرکاء کورس کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لٹریچر سمیت تقریباً پانچ پانچ ہزار کی کتب دی جائیں گی۔ کورس کی نگرانی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امراء، مولانا پیر ناصرالدین خاکوانی، مولانا صاحبزادہ عزیز احمد، مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری فرمائیں گے اور یہ کورس ۲/ مئی ۲۰۱۹ء تک جاری رہے گا۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی پروگرامز

احمد پور سیال میں ختم نبوت کانفرنس: احمد پور سیال ضلع جھنگ کی تحصیل ہے۔ اس کی مضافاتی آبادی چک نمبر ۵ میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی ہے۔ کانفرنس کا انتظام و انصرام مہر حامد سیال اور ان کے رفقاء نے کیا۔ کانفرنس ۳/مارچ گیارہ بجے صبح سے شروع ہوکر عصر کی نماز تک جاری رہی۔ کانفرنس کے لئے وسیع و عریض پنڈال بنایا گیا۔ کانفرنس کی دو نشستیں ہوئیں۔ بندہ نے دوسری نشست میں حاضری دی۔ دوسری نشست سے جمعیت علماء اسلام کے مرکزی راہنما سینیٹر مولانا عطاء الرحمٰن ڈیرہ اسماعیل خان، مولانا محمد قاسم رحمانی بہاولنگر، مولانا غلام حسین جھنگ، مولانا مفتی محمد راشد مدنی، مرکزی مبلغ رحیم یار خان اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی سمیت کئی ایک حضرات نے خطاب کیا۔ مذکورہ بالا چک میں قادیانیوں کی خاصی تعداد رہائش پذیر ہے۔ عرصہ دراز سے یہ پُرامن کانفرنس منعقد ہورہی ہے۔ مقررین نے عقیدۂ ختم نبوت پر روشنی ڈالی اور موجودہ حکومت کی قادیانیت اور یہودیت نوازی کو طشت از بام کیا اور قادیانیوں کے ساتھ اقتصادی و عمرانی بائیکاٹ کی اپیل کی۔ راقم نے مولانا محمد قاسم رحمانی کی معیت میں ساہیوال کا سفر کیا۔ رات کا قیام وآرام جامعہ محمدیہ چک نمبر ۸۵ ساہیوال میں ہوا۔ جامعہ کے بانی مجلس ساہیوال کے ناظم اعلیٰ مولانا قاری عبدالجبار مدظلہ ہیں۔ چند سالوں میں بنین و بنات کے لئے علیحدہ علیحدہ ہاسٹل بنوائے سینکڑوں بچے اور بچیاں زیر تعلیم ہیں۔ راقم نے ۴/فروری بعد نماز فجر ناموس رسالت کے عنوان پر درس دیا اور مولانا عبدالرزاق مجاہد کی دعوت پر منعقدہ دو روزہ ختم نبوت کورس میں شرکت کے لئے حجرہ شاہ مقیم کا سفر کیا۔

جامعہ فاطمۃ الزہراء حجرہ شاہ مقیم: شاہ مقیمؒ ایک بزرگ آج سے تقریباً چار سو سال پہلے گزرے ہیں جن کی وفات ۱۰۵۰ھ میں ہوئی۔ انہوں نے اپنی عبادت وخلوت کے لئے حجرہ تعمیر کرایا تو شہر کا نام حجرہ شاہ مقیم پڑ گیا۔ جامعہ فاطمۃ الزہراؑ للبنات کی بنیاد ۱۶/رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۹/ستمبر ۲۰۰۷ء علاقہ کے معروف عالم دین مولانا محمد موسیٰؒ نے رکھی۔ جس میں تقریباً نوے بچیاں اور کئی ایک بچے زیر تعلیم ہیں۔ مولانا مجیب الرحمٰن سلمہ جامعہ باب العلوم کہروڑپکا کے فاضل اور استاذ العلماء حضرت مولانا شیخ حبیب احمد مدظلہ العالی کے خصوصی شاگرد ہیں۔ منتظمہ کے مشورہ سے جامعہ میں دو روزہ ختم نبوت کورس رکھا گیا۔ کورس کا دورانیہ ظہر سے عصر تک رہا۔ ۴/مارچ کو مولانا عبدالرزاق مجاہد نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اور محمد اسماعیل شجاع آبادی نے مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان متنازعہ چند مسائل عقیدۂ ختم نبوت اور اجرائے نبوت، حیات، رفع و نزول عیسیٰ علیہ السلام، کذب مرزا قادیانی پر روشنی ڈالی۔ ۵/مارچ کو محمد اسماعیل نے اوصاف نبوت اور مرزا قادیانی کے عنوان پر لیکچر دیا۔ بعدازاں مولانا عبدالرزاق مجاہد نے خطاب کیا۔ ۴، ۵/مارچ کی درمیانی شب قیام مولانا ساجد الرحمٰن کے ہاں رہا۔ ۵/مارچ کی صبح کی نماز کے بعد محمد اسماعیل نے جامع مسجد داؤد بندگی میں درس دیا۔

چک نمبر ۹۵ گوجرہ میں ختم نبوت کانفرنس: ۵/مارچ مغرب کی نماز کے بعد جامع مسجد چک نمبر ۹۵ گوجرہ میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ صدارت مولانا سیّد محمد اجمل خطیب جامع مسجد چک نمبر ۹۶ نے کی۔ تلاوت کی سعادت سیّد عبدالرزاق شاہ نے حاصل کی۔ نعتیہ کلام حافظ حسام الدین نے پیش کیا۔ کانفرنس میں گوجرہ کے معروف عالم دین مولانا عبدالخالق کشمیری، مولانا محمد خبیب مبلغ ٹوبہ ٹیک سنگھ اور محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔ جناب محمد ابراہیم، محمد طیب، محمد شاہد چک نمبر ۹۶ نے بڑھ چڑھ کر انتظامات میں حصہ لیا۔ رات کا آرام وقیام جامعہ امدادیہ گوجرہ میں رہا۔

دارالقرآن فیصل آباد میں طلباء سے خطاب: جامعہ دارالقرآن کے بانی ہماری مرکزی شوریٰ کے رکن مولانا قاری محمد یاسین مدظلہ ہیں۔ موصوف جامعہ خیرالمدارس ملتان کے فاضل، امام القراء حضرت قاری رحیم بخش پانی پتیؒ کے شاگرد رشید اور فرزند نسبتی ہیں۔ آپ نے مسلم ٹاؤن فیصل آباد میں دارالقرآن کے نام سے بنین و بنات کا

تربیتی ادارہ قائم کیا۔ جامعہ اور اس کی شاخوں میں ۶۲۴۸ طلبا و طالبات زیر تعلیم ہیں، امسال درجہ حفظ سے ۵۰۸ طلبا اور ۱۶۲ طالبات نے امتحان دیا۔ دورۂ حدیث شریف میں ۴۳ طلبا اور ۸۳ طالبات نے سند فضیلت حاصل کی۔ شعبہ قرأت سے ۷۹ طلبا، شعبہ تجوید سے ۴۸ طلبا، شعبہ فاضلات سے ۱۰ طالبات دراسات دینیہ سے ۳۵ طالبات، عصری علوم میٹرک سے ۵۳ طلبا، ۱۳ طالبات نے تعلیم مکمل کی۔ ۶/ مارچ ظہر کی نماز کے بعد محمد اسماعیل شجاع آبادی نے جامعہ کے طلبا و اساتذہ سے خطاب کیا۔ جامعہ مسلم ٹاؤن ۳۸ کنال اراضی پر قائم ہے۔

جامعہ قاسمیہ فیصل آباد: جامعہ کے بانی ملک کے نامور خطیب مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ تھے۔ جنہوں نے ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت میں قائدانہ کردار ادا کیا۔ مولانا اللہ وسایا مدظلہ کو ساتھ لے کر آپ نے پنجاب کا بھرپور دورہ کیا اور ڈونگے باغ گجرات کی جامع مسجد میں ہونے والے احتجاجی جلسہ کی کامیابی کا سہرا مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ اور مولانا اللہ وسایا کے سر سجتا ہے، کچھ عرصہ مولانا موصوف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم بھی رہے۔ بعد ازاں ان کی توجیہات دوسری تنظیموں کی طرف ہوگئیں۔ مولانا کی وفات کے بعد آپ کے فرزند ارجمند مولانا زاہد محمود قاسمی جانشین بنائے گئے۔ جامعہ قاسمیہ کا اہتمام اور گول مسجد غلام محمد آباد کی خطابت مولانا زاہد محمود قاسمی کے حصہ میں آئی۔ موصوف نے ہمارے مبلغ مولانا عبدالرشید غازی سلمہ کو حکم فرمایا کہ محمد اسماعیل شجاع آبادی کو ساتھ لائیں، چنانچہ ۶/ مارچ قبل از نماز ظہر جامعہ قاسمیہ میں ختم بخاری کی تقریب میں شرکت اور خطاب کی سعادت نصیب ہوئی۔

خانقاہ عبیدیہ کا سالانہ اجتماع: میرے شیخ حضرت اقدس مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم کئی ایک مشائخ سے چاروں سلسلوں میں مجاز ہیں، لیکن غلبہ سلسلہ قادریہ راشدیہ کا ہے۔ آپ اس سلسلہ میں حضرت اقدس مولانا عبیداللہ انور نور اللہ مرقدہ سے مجاز ہیں، اکثر سالکین کو سلسلہ قادریہ کے مطابق سلوک کی منازل طے کراتے ہیں۔ سالکین سے سابقہ سبق کا پوچھ کر اگلے اسباق ارشاد فرماتے ہیں۔ یوں تو ہر بدھ کو مغرب وعشاء کے بعد ہفتہ وار مجلس ذکر ہوتی ہے جس میں سینکڑوں مریدین شرکت فرماتے ہیں اور شیخ کی صحبت سے مستفید و مستفیض ہوتے ہیں جبکہ سال کے بعد تین روزہ اجتماع ہوتا ہے جس میں آپ کے خلفاء کرام اور دوسرے رفقاء اصلاحی بیانات فرماتے ہیں، اس اجتماع میں ذکر و فکر کی مجالس ہوتی ہیں۔ حضرت شیخ بھی وقتاً فوقتاً ذکر کراتے اور اصلاحی بیانات فرماتے ہیں۔ امسال ۶ تا ۸/ مارچ کو صوفیاء کرام کا اجتماع جامعہ عبیدیہ میں ہوا، جس میں آپ کے خلفاء اور دوسرے علماء کرام نے خطاب فرمایا۔ آپ کے اکلوتے فرزند ارجمند مولانا سید محمد زکریا جمعیت علماء اسلام کے ضلعی امیر بھی ہیں۔ ان کی وساطت سے جمعیت علماء اسلام کے مرکزی راہنما فرزند مفتی محمودؒ مولانا عطاء الرحمٰن سینیٹر نے بھی خطاب فرمایا۔ راقم کو بھی ۷/ مارچ صبح دس بجے سے پونے گیارہ بجے تک بیان کی سعادت نصیب ہوئی اور حضرت الشیخ کے حکم پر ذکر کرانے کی بھی سعادت کا موقع ملا۔

جامع مسجد آسٹریلیا لاہور: لاہور شہر کے ایک نیک دل بزرگ خواجہ محمد بخش وائیں مرحوم نے ۲۶/ اکتوبر ۱۹۲۵ء کو ایک قطعۂ اراضی وقف کیا، چونکہ مرحوم ایک عرصہ تک آسٹریلیا میں بحیثیت تاجر رہے، وہ اپنے نام کے ساتھ آسٹریلین لکھا کرتے تھے۔ اسی مناسبت سے مسجد کا نام جامع مسجد آسٹریلیا رکھا۔ ۱۹۲۵ء کی تعمیر کردہ مسجد بوسیدہ ہوچکی تھی۔ ۱۹۹۲ء میں اس کی تعمیر جدید کا آغاز ہوا جو ۲۰۰۴ء میں مکمل ہوئی۔ آسٹریلیا مسجد ریلوے اسٹیشن کے قریب ہونے کی وجہ سے تبلیغی مرکز بھی ہے۔ امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے تلمیذ رشید مولانا عبدالحنان ہزارویؒ ایک عرصہ تک اس مسجد کے خطاب رہے۔ مقدمہ بہاولپور میں مولانا عبدالحنان حضرت علامہ کشمیریؒ کے ساتھ تھے۔ مولانا قاضی شمس الدین، مولانا عبدالصمد ہزاروی وقتاً فوقتاً خطابت کے اسرار و رموز بکھیرتے رہے۔ ۱۹۷۱ء

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

سے مولانا عبدالرؤف ملک خطابت کے فرائض سرانجام دیتے آرہے ہیں۔ مولانا عبدالرؤف ملک کی خواہش پر مولانا محمد سلیم ملک نے جامعہ عثمانیہ کے نام سے ادارہ قائم کیا، جہاں دورۂ حدیث شریف سمیت تمام درجات کی تعلیم ہوتی ہے۔ مولانا محمد سلیم ملک مدظلہ سینہ میں ایک دھڑکتا ہوا دل رکھتے ہیں جو نسل نو کی دینی تعلیم وتربیت کے لئے ہروقت متحرک رہتا ہے۔ ۷تا۹؍مارچ کو تین روزہ کورس رکھا گیا، جس کا دورانیہ ظہر سے عصر تک رہا۔ راقم کو ۷؍مارچ کو ظہر کے بعد سے عصر تک عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اور مرزا قادیانی کے دعاوی باطلہ پر بیان کا شرف نصیب ہوا۔

مجوکہ کی مرکزی مسجد میں خطبۂ جمعہ:

مجوکہ ضلع اوکاڑہ کا معروف قصبہ ہے، جہاں کی مرکزی مسجد ہر تحریک کا مرکز رہی ہے۔ جہاں مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ سمیت مجلس کے تمام قائدین تشریف لاتے رہے۔ نیز اس مسجد کو شیخ التفسیر امام الاولیاء مولانا احمد علی لاہوریؒ کے قدوم میمنت لزوم کا شرف نصیب ہوا ہے۔ جلال پور پیر والا کے مولانا محمد قاسم ایک عرصہ تک خطیب رہے ہیں۔ آج کل ہمارے شجاع آباد کے مولانا ساجد اللہ خطیب ہیں، اس مسجد کا نظم ونسق راجپوت فیملی کے رانا صاحبان چلا رہے ہیں۔ جمعہ ۸؍مارچ ۲۰۱۹ء کا جمعۃ المبارک کا خطبہ راقم نے دیا۔

چتوکی میں ختم نبوت کورس: مولانا عبدالرزاق مجاہد جامعہ باب العلوم کہروڑپکا کے فاضل اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اوکاڑہ وقصور کے اضلاع کے مبلغ ہیں۔ انہوں نے ۹،۱۰؍مارچ کو مدرسہ رحمۃ للعالمین فاروق اعظم ٹاؤن میں دو روزہ ختم نبوت کورس رکھا۔ ۹؍مارچ مغرب سے عشاء تک اور عشاء کی نماز کے بعد تقریباً پون گھنٹہ راقم نے مرزا قادیانی کے دعاوی باطلہ کا رد کیا۔ استاذ الحفاظ والقراء مولانا قاری محمد ابراہیم مدظلہ امام القراء حضرت قاری رحیم بخش پانی پتیؒ کے قدیمی تلامذہ میں سے ہیں۔ ضعف وعوارض کے باوجود تشریف لاکر سرپرستی فرمائی۔ کورس کا اہتمام مولانا عبدالرحیم مدظلہ نے کیا۔ کورس میں ایک سو کے قریب حضرات نے شرکت فرمائی۔ رات کا قیام مولانا پروفیسر مسعود الحسن رشیدی مدظلہ کی لائبریری میں رہا۔

ننکانہ میں ختم نبوت کورس: ۱۰؍مارچ صبح ۸ سے ۱۰ بجے تک جامع مسجد ختم نبوت ننکانہ صاحب میں ختم نبوت کورس منعقد ہوا، جس کا اہتمام مقامی مجلس کے راہنماؤں نے محکمہ اوقاف کے صوبائی خطیب مولانا محمد اسحاق ساقی مدظلہ سے مل کر کیا۔ پنجاب کی روایات کے برخلاف کورس میں صبح کے وقت دوسو کے قریب مسلمانوں نے شرکت کی۔ کورس کے شرکاء سے شیخوپورہ و ننکانہ کے مبلغ مولانا خالد عابد سلمہ، صوبائی خطیب اوقاف مولانا محمد اسحاق ساقی مدظلہ اور محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔ اول الذکر دونوں علماء کرام نے خطاب کیا جبکہ موخرالذکر نے مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان متنازعہ فیہ عقائد پر روشنی ڈالی اور قادیانیوں کے کفر کو طشت ازبام کیا۔ کورس سے فراغت کے بعد مبلغین ختم نبوت نے بابا گورونانک کے نام سے بننے والے سکھوں کے بڑے گوردوارے کا بھی وزٹ کیا، موجودہ حکومت قادیانیوں کی طرح سکھوں کو رسپانس دے رہی ہے، چنانچہ سکھوں کو تکلیف سے بچانے کے لئے بے شمار ترقیاتی کام کرائے گئے۔ ننکانہ صاحب کے چاروں طرف سڑکوں کا جال بچھادیا۔ معروف اسکالر جناب محمد متین خالد اسی علاقہ کے رہنے والے ہیں، کسی زمانہ میں ننکانہ یونٹ بڑا متحرک تھا، جناب حاجی عبدالحمید رحمانی بیمار پڑ گئے۔ جناب محمد متین خالد لاہور کے ہوکر رہ گئے۔ مولانا خالد عابد جب سے مبلغ بنے ہیں، ننکانہ یونٹ کو سہارا دیا ہے۔ حاجی عبدالحمید رحمانی مدظلہ متحرک وفعال شخصیت رہے ہیں۔ جناب نگر اور ننکانہ کے مضافات کے تبلیغی پروگرامز میں بڑے جوش و جذبہ سے شرکت فرماتے بعض بدخواہوں کو ننکانہ کے مسلمانوں کی یہ تحریک پسند نہ آئی تو انہوں نے بریلوی، دیوبندی اختلافات کو کھڑا کر کے جماعت کو دوحصوں میں تقسیم کردیا، چوہدری نصیب الٰہی زرگر، مجلس کی مساعی جمیلہ کو سنبھالے ہوئے ہیں۔ ☆☆

ملک محمد عاشق رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت ....مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

موصوف بندہ کے رشتہ داروں میں سے تھے۔ ستراسی سال کے درمیان عمر پائی۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ راقم کے خاندان کی آبائی مسجد ’’مسجد بلال بستی مٹھوشجاع آباد‘‘ کے ہم دیوار تھے۔ مزاج میں تلخی سی تھی، حق بات ڈنکے کی چوٹ کہتے، نماز باجماعت کے پابند تھے۔ مسجد کی امامت کے فرائض برادر محترم مولانا خادم اللہ مدظلہ سرانجام دیتے چلے آرہے ہیں۔ موصوف کے نزدیک نماز میں تاخیر ناقابل برداشت تھی۔ ایک عرصہ سے بیمار چلے آرہے تھے کہ وقت موعود آ پہنچا اور آپ ۱۳؍مارچ ۲۰۱۹ء کو رحلت کرگئے۔ اللّٰھم اغفرلہ واعف عنہ۔

قاری سیّد عبدالقدیر شاہؒ کی رحلت

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

قاری سیّد عبدالقدیر شاہؒ احمد پور شرقیہ کے نامور استاذ قرأت وحفظ تھے۔ تقسیم ملک سے پہلے پانی پت کرنال سے ہجرت کرکے احمد پور شرقیہ تشریف لائے آپ کے والد قاری فتح الرحمٰن، دادا قاری عبدالرحمٰن پانی پتی حفاظ وقراء کے استاذ تھے۔ آپ نے اپنے والد محترم قاری فتح الرحمٰن سے حفظ کیا اور احمد پور شرقیہ کی چاچا بستی میں خوبصورت مسجد اور مدرسہ قائم کیا۔ بہت ہی مرنجان مرنج طبیعت کے مالک تھے۔ راقم ۱۹۸۰ء سے ۱۹۹۰ء تک بہاول پور کا مبلغ رہا تو آتے جاتے ان کی مسجد میں درس دینے کی سعادت نصیب ہوتی، بہت ہی محبت والے انسان تھے۔

ان کے فرزند ارجمند کو قانون نافذ کرنے والے اداروں نے اپنی تحویل میں لے لیا اور چودہ سال تک ان کا کوئی پتہ نہ چلا۔ مرحوم اپنے فرزند ارجمند کی راہ دیکھتے دیکھتے کومے میں چلے گئے اور ایک عرصہ تک کومے میں رہے۔ اس دوران ان کے لخت جگر واپس آگئے، لیکن وہ کومے میں اپنے فرزند ارجمند کو دیکھتے ہی رونے لگ جاتے، لیکن بول نہ سکتے۔ ایک آل رسول قاریٔ القرآن اذیت ناک زندگی بسر کرتے ہوئے راہی ملک عدم ہوئے۔

آج سے تقریباً دو ماہ پہلے ان کی آخری زیارت نصیب ہوئی۔ دوران ملاقات پہچاننے کی کوشش فرماتے رہے۔ نام بتلانے کے باوجود زبان سے کوئی بات نہ کرسکے۔ ان کے ایک عزیز مولانا سیّد عبدالرحیمؒ اور ان کے فرزند ارجمند پروفیسر سیّد سعید احمدؒ تھے، جنہوں نے راقم سے تعارف کرایا، جب بھی ملاقات ہوتی، انتہائی محبت سے پیش آتے۔

۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، علاوہ ازیں جب بھی مجلس نے کوئی پروگرام دیا احمد پور شرقیہ میں انہوں نے بھرپور کردار ادا کیا۔ احمد پور شرقیہ میں مجلس کے امیر مولانا غلام احمدؒ تھے اور ناظم اعلیٰ جناب شیر محمد قریشی موخرالذکر اب بھی مجلس کے مقامی زعماء میں سے ہیں۔ ان کے ساتھ بھرپور تعاون فرماتے۔ مجلس کی ممبر سازی میں بھی حصہ لیتے۔ غرضیکہ میرے زمانہ تبلیغ میں ان کی مسجد تحریک ختم نبوت کا مرکز رہی۔ کافی عرصہ سے بیمار چلے آرہے تھے۔ ۵/مارچ ۲۰۱۹ء کو بلاوا آگیا اور آپ راہی ملک عدم ہوئے۔ احمد پور شرقیہ کے منیر شہید چوک کے محمود پارک میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ آپ کے ایک بھائی پیرجی مولانا محمد عبدالعلیم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی، جس میں سینکڑوں سے متجاوز مسلمانوں نے شرکت کی اور انہیں رحمت خداوندی کے سپرد کیا گیا۔ اللہ پاک ان کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے۔ جواں سال بیٹے کی چودہ سال تک گمشدگی اور اس کی وجہ سے پہنچنے والی اذیت کو ان کے رفع درجات کا سبب بنائیں۔ آمین۔

حافظ حسین احمد عنایت پوریؒ کا انتقال

مناظر اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ کے برادرزادہ، فرزند نسبتی حافظ حسین احمد ۱۵/مارچ ۲۰۱۹ء کو اپنے آبائی علاقہ عنایت پور میں انتقال فرماگئے۔ مرحوم ایک عرصہ تک حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ کے قائم کردہ ادارہ مدرسہ مطالب العلوم میں حفظ وناظرہ کے استاذ رہے۔ ان کی وفات خانوادۂ اشعر کے لئے عظیم سانحہ ہے۔ اللہ پاک مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں۔ آمین۔

پانچ قادیانیوں کا قبولِ اسلام

احمد پور، جھنگ.... (مولانا غلام حسین مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت) ۷/اپریل ۲۰۱۹ء بروز اتوار جامع مسجد گلزار میں محمد رشید ولد محمد شفیع سکنہ 17/3L احمد پور سیال نے امام مسجد حافظ محمد رمضان باروی، علمائے کرام اور علاقہ کے معززین کی موجودگی میں بیوی اور بیٹوں سمیت قادیانیت سے تائب ہوکر اسلام قبول کرلیا ہے۔ اس موقع پر حاضرین نے نومسلم بھائیوں کو دلی مبارک باد دی اور ان کے لئے اسلام پر استقامت کی دعا کی گئی۔ اسلام کی نعمت سے مالا مال ہونے والے خوش نصیب حضرات کے اسمائے گرامی یہ ہیں: (۱) محمد رشید ولد محمد شفیع، (۲) خدیجہ مائی زوجہ محمد رشید، (۳) محمد راشد ولد محمد رشید، (۴) محمد ماجد ولد محمد رشید، (۵) محمد خالد ولد محمد رشید۔

عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوت سے تعاون
شفاعتِ نبیِ کریم ﷺ کا ذریعہ
اللہ رسول محمد
پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
قادیانیوں کو دعوت اسلام
سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدباب
عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
دفاتر ختم نبوت، دارالتصنیف اور لائبریریوں کا قیام
قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم
ان تمام صدقاتِ جاریہ میں شرکت کے لیے
زکوۃ، فطرہ، صدقات، عطیات
عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوت کو دیجئے
نوٹ مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جاسکے۔
اپیل کنندگان
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب
امیر مرکزیہ
مولانا صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد صاحب
نائب امیر مرکزیہ
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
نائب امیر مرکزیہ
حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری صاحب
مرکزی ناظم اعلیٰ
ترسیل زر کا پتہ
دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ ملتان
فون +92-61-4583486, +92-61-4783486
WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c # 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN # PK068ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT
Account # 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN # PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.
دفتر جامع مسجد باب الرحمت، ایم اے جناح روڈ کراچی فون +92-21-32780337 فیکس +92-21-32780340